Al-Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)
Published by: Hira Institute of Social Sciences Research & Development
ISSN: 2791-0989 (Print) 2791-0997 (Online)
Volume 02, Issue 01, January-June 2023, PP: 01-22
Open Access at: www.almithaqjournal.org

قرآنی معجم نویسی میں برصغیر کے علماء کی کاوشیں "اردو قرآنی لغات کا مختصر تحقیقی وتنقیدی جائزہ"

The efforts of subcontinent, s scholars in the Quranic Lexigraphy "A short critical analysis of Urdu Quranic Lexicon"

Dr Muhammad Faisal [1]

Article History
Received:03/01/2023
Accepted:02/03/2023
Published:21/03/2023

Indexing & Abstracting

Abstract

The word "lexicon" means the vocabulary or words of a language. Actually, the term "lexicon" is a linguistic name for dictionary. It is defined as the study of the classes of words, their inflections, and their functions, and relationships in a typical sentence in the area of Universal Grammar, but there is another term "Lexicography" which is known as theory and practice of compiling dictionaries. It studies the lexicon as a research object. So, these disciplines have something to do with investigation into the Urdu lexicon using different methods and curriculums. However, they differ from one another in many Aspects. The work follows the descriptive method to explain the qur'anic lexical Efforts of scholars in subcontinent and their contribution in the field of Quranic dictionary in modern and postmodern Era. Moreover, the paper discusses the history of Urdu "lexicon" and its Roots in Arabic Language. The research also describes the different methods of Urdu Lexicography in the light of differences and similarities in the approaches taken by them as well as providing some examples of Quranic dictions in modern Urdu language for new generation.

Keywords: *Urdu Lexicology, History of Quranic Dictionary, Subcontinents.*

[1] شعبہ عربی زبان وادب، لسانیات ڈیپارٹمنٹ، جامعہ ہری پور
. Email: iiuifaisal@gmail.com

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

کسی بھی زبان دانی کے لیے معجم کا بنیادی کردار بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔اس کی معاونت سے الفاظ کے معانی جاننے میں مدد ملتی ہے جبکہ ذخیرہ الفاظی کے لیے لغت فہمی کی اہمیت کا کسی صورت بھی انکار نہیں کیا جا سکتا، اسی لیئے قدیم وجدید لسانیات میں اس شعبہ میں کافی ترقی رونما ہوئی ہے۔ اس ضمن میں اگر ہم بات کریں عربی زبان کی تو عربی میں معاجم کی دو اَقسام ہیں:

عام معاجم اور خاص معاجم

اگرچہ دونوں کا تعلق عربی زبان سے ہے، لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ عام معاجم عربی زبان کے تمام الفاظ سے بحث کرتی ہے جبکہ خاص معاجم کا تعلق کسی خاص شعبے سے ہوتا ہے، جیسا کہ قرآنی معاجم کا تعلق صرف ان الفاظ سے ہوتا ہے جو قرآنِ مجید میں استعمال ہوئے ہوں۔ ضروری نہیں کہ قرآنِ مجید میں عربی کے تمام کلمات پائے جاتے ہوں، بلکہ معاجم قرآن کا شعبہ بہت محدود ہے۔ جو کہ صرف ان الفاظ کی تشریح و تعبیر جو قرآن حکیم کی ۱۱۴، سورتوں میں وارد ہوئے ہیں۔ اگرچہ معاجم کی عام کتب سے بھی قرآنی الفاظ کے معانی معلوم کئے جا سکتے ہیں، تاہم خاص قرآن کریم کے کلمات کے معانی و مفاہیم کی تشریح پر بھی اہل دانش نے متعدد کتابیں لکھیں جن کو' لغات قرآن یا معاجم قرآنی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس موضوع پر ماضی بعید میں اکابر علماء نے متعدد مصطلحات و عناوین کے تحت کام کیا، جس کے نتیجے میں مختلف کتب معرض وجود میں آئیں جو اگرچہ مصطلح "معجم" سے مشہور نہیں ہو پائیں مگر انکا ہدف صرف قرآنی الفاظ کی تشریح و توضیح رہی ہے۔

قرآنی معاجم کا تاریخی اور ارتقائی پس منظر:

اگر ہم ان معاجم کے تاریخی پس منظر کا مطالعہ کریں تو اسلام کے ابتدائی دور ہی سے علمائے حق نے قرآنی علوم کی ترویج و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا اور عامۃ الناس کی آسانی کے لیے قرآن کے مطالب و مفاہیم کو احسن اور عام فہم انداز سے پیش کیا، تاکہ قرآن حکیم کی تعلیمات عام ہوں اور لوگوں میں قرآن فہمی کا ذوق اجاگر ہو۔ علماء کرام نے یہ فریضہ بخوبی ادا کیا اور قرآن مقدس کی تفسیر و تشریح ،لغوی بحث اور شان نزول کے بیان سمیت مختلف تحقیقی و تکنیکی پہلوؤں پر کام کیا، جو قرآن کے ساتھ ان کی شدید محبت و مودت کی واضح علامت ہے۔ قرآن مجید کا ظاہری حسن یہ بھی ہے کہ یہ ادب و بلاغت کی شاہکار کتاب ہے، جس میں ایک ایک معنٰی کے لیے متعدد الفاظ بیان ہوئے ہیں۔ جن کے بلاغی فروق کو سمجھنا اور بیان کرنا بھی ایک اہم فن ہے۔ قرآن مجید ایک کامل دستور حیات اور انسانیت کو جینے کا ڈھنگ سکھاتا ہے۔ یہ کتاب صرف ان کے لیے کامل ستور حیات بن سکتا ہے جو اس صحیفہ انقلاب کے حقیقی و مجازی معانی و مفاہیم کو سمجھ سکیں۔ لغت عرب میں اس کے صرفی ونحوی قواعد کو جانے بغیر اگر کوئی قرآن سمجھنے کی کوشش کرے گا تو بجائے ہدایت کے گمراہی اور کجروی کا شکار ہو سکتا ہے ایسی لغزشوں سے بچانے کے لیے علمائے عرب و عجم نے مختلف انداز میں اس فریضے کو سرانجام دیا اور قرآنی الفاظ کے معانی ومفاہیم کو بیان کرنے کے لیے متعدد کتب تحریر کیں جو کہ متاخرین کے لیے قرآنیات میں مصادر کا درجہ رکھتیں ہیں۔ وہ موضوعات جن پر یہ امہات الکتب مشتمل ہیں ان میں سے بعض کو مختصرا مندرجہ ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے: کتب غریب القرآن۔[1] کتب مجاز القرآن۔[2] کتب وجوہ ونظائر القرآن۔[3] کتب معانی القرآن۔[4] مفردات القرآن۔[5] جن اکابر علماء و مفکرین نے ان جیسی امہات الکتب کی تصنیف و تدوین کا کام شروع کیا ان میں زجاج[6]، فرا[7]، اخفش[8]، ابوعبیدہ[9]، ابن قتیبہ[10]، ابو عمرو[11]، ابن درید[12]، أبو البرکات الأنباري[13] اور علامہ راغبؒ اصفہانی[14] جیسے مشاہیر عرب اہل علم شامل ہیں۔ اس تناظر میں اگر ہم بات کریں برصغیر کے علماء کی قرآني معجم نویسی کی کاوشوں کی تو اس کی ابتداء یا شروعات کے بارے میں ہم حتمی رائے قائم نہیں کرسکتے، تاہم ہماری معلومات کے مطابق معجم قرآنی کے حوالے سے ایک کتاب شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ نے لکھی۔[15] شاہ

صاحب اس لغت میں قرآنِ مجید میں مذکور ہر لفظ کے لغوی معنی پر بحث کرتے ہیں اور پھر ساتھ ہی اس لفظ کے بارے میں ان مقامات کی نشاندہی بھی کرتے ہیں کہ جہاں جہاں وہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس کتاب کو مفتی ممتاز علی میرٹھی نے ۱۲۹۸ھ میں اپنے مطبع مجتبائی دہلی سے قرآنِ مجید کے حاشیہ پر طبع کیا تھا۔ غالباً یہی تصنیف قرآنی لغت کے اعتبار سے پہلی قرار دی جاسکتی ہے، جبکہ بعد ازاں مختلف معاجم قرآنی منظر عام پر آئیں مگر یہ سب گذشتہ کتب معاجم کی مرہون منت تھیں اور سب نے مفردات راغب یا شاہ صاحب کی لغت قرآنی جیسی امہات الکتب سے استفادہ کرکہ اپنی جدید قرآنی لغات کو متعدد اہداف کی تکمیل کے لیئے متعارف کرایا۔

برصغیر میں قرآنی معاجم نویسی کے اھداف اور انکا تاریخی وارتقائی مراحل:

اگر ہم برصغیر میں قرآنی معاجم نویسی کے اہداف کے پس منظر میں جائے بغیر مختصراً یہ کہیں کہ قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے اس کے الفاظ کے معانی ومفاہیم کا جاننا از بس ضروری ہے۔ لہٰذا اہل علم نے ہر دور میں الفاظ قرآن کو موضوع بحث بناتے ہوئے اس پر مستقل تصانیف مرتب کی ہیں۔ اس میدان میں عرب ماہرین لغت کی کوششیں اگرچہ قابل قدر ہیں لیکن چونکہ یہ تمام کتب عربی زبان میں مدون کی گئی تھیں لہٰذا اردو دان طبقے کے لیے اس سے استفادہ تقریباً ناممکن تھا۔ پس اس امر کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ دنیاوی تعلیم یافتہ طبقے میں قرآن فہمی کو رواج دینے کے لیے اردو زبان میں کوئی ایسی کتب ہونی چاہیں جو علمی منہج اور معجمی اسلوب میں قرآنی الفاظ اور مفردات سے اسطرح بحث کریں جو کہ شعبہ قرآنیات میں ہر عام وخاص کے لیئے یکساں مفید ہوں، تو ان اھداف کے پیش نظر برصغیر کے علماء نے معاجم قرآنی کو اپنے خاص انداز میں مختلف ناموں سے متعارف کرایا، جس کی وجہ سے قرآن فہمی کے ہدف کو پورا کرنے کے لئے علمائے امت نے قرآن مجید کی مختلف انداز سے، زمانے کے مخصوص احوال وظروف کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے جو گراں قدر خدمات انجام دی ہیں وہ جہاں ایک طرف ہماری تاریخ کا ایک روشن باب ہے وہیں قرآن حکیم کا ایک علمی اور فکری اعجاز بھی ہے۔ 'لغات القرآن' کے موضوع پر عربی زبان کے علاوہ اردو زبان میں بھی متعدد عناوین کے تحت قابل قدر کام ہوا ہے۔ یہ ریسرچ پیپر آئندہ صفحات میں ان چند مشہور قرآنی معاجم ولغات سے بحث کریگا جن کی تصنیف وتالیف برصغیر کے اکابر علماء کرام کی کوششوں کی مرہون منت رہی ہے۔ اب یہاں ہم بعض اہم کتب کی طرف مختصر اشارہ کرتے ہیں جو کہ یہ ہیں:

مولانا حمید الدین فراہیؒ کی "مفردات القرآن"[16]، مولانا شمس الحق شہاب زئی کی "مفردات القرآن"، مولانا عبد الرحمن کیلانی کی "مترادفات القرآن"، مولانا ابو الجلال ندوی کی "اعلام القرآن"، مولانا عبد الرشید نعمانی کی "لغات القرآن"، محمد مصطفیٰ شریف اور عبد العزیز عبد الرحیم کی "لغات القرآن الکریم"، عبد الکریم پاریکھ کی "لغات القرآن"، علي محمد کی "انوار البیان في حل لغات القرآن"، مولانا سید شہید الدین بنارسی کی "آسان لغات القرآن"، غلام احمد بلور کی "قرآنی مطالب کا انسائیکلوپیڈیا"،، مفتی محمد نسیم کی "منتخب لغات القران"، محترم ابو مسعود حسن علوی صاحب "تدریس لغۃ القرآن"، معروف عالم دین مولانا عبد الرشید گجراتی کی "شرح الفاظ القرآن"، ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی کی کتاب "قاموس الفاظ القرآن الکریم"، سید فضل الرحمٰن کی "معجم القرآن"، قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی کی کتاب "قاموس القرآن"، مولانا محمد حنیف ندویؒ کی "لسان القرآن"، عزیز احمد کی مشہور کتاب "لغات القرآنی"، مفتی محمد نعیم کی "لغت القرآن" اور "معلم القرآن"، محمد اقبال گیلانی کی "آسان لغات القرآن"، محمد ذوالفقار کاظم کی کتاب "قرآن حکیم کا انسائکلوپیڈیا"، ابو القاسم شمس الزمان کی کتاب "تصویر القرآن"، مفتی ابو لبابہ شاہ منصور کی معجم بعنوان "قرآنی عربی سیکھیئے"، سید ممتاز علی کی کتاب "مضامین القرآن"، زاہد ملک / احسن رضاء کی تصنیف "مضامین القرآن"، مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی

کی قصص القرآن اور جناب صابر قرنی صاحب کی کتاب "تعلیم القرآن" یہ سب وہ کتابیں ہیں جو بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی نہ کسی طرح قرآنی الفاظ و مفردات کے معانی و مفاہیم کو احسن طریقے سے متلقی / Receiver تک پہنچانے میں مدد فراہم کرتی ہیں، ان میں سے چند مستند اور اہم اردو معاجم کو مندرجہ ذیل میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

ا-مترادفات القرآن

یہ کتاب اپنی جامعیت کے لحاظ سے قرآن مجید کی ایک مکمل اور مستند لغت کی حیثیت رکھتی ہے۔ قرآنی علوم کے وہ شائقین جو کتاب اللہ کی بے مثل فصاحت وبلاغت اور اسکے اعجاز بیان کی محیرّ العقول نزاکتوں اور لطافتوں کے انوار سے اپنے قلب و ذہن کو منور کرنے کے متمنّی ہوں ان کے لئے یہ کتاب ایک گرانقدر تحفہ ہے۔ اپنے حجم کے اعتبار سے یہ کتاب خاصی ضخیم ہے اور ایک ہزار سے زائد صفحات پر ممتد ہے جو کہ مصنف کی قرآن مجید سے گہری وابستگی، الفاظ و معانی اور علوم و معارف قرآنی کے بارے میں ان کے نہایت عمیق مطالعے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس کتاب کا موضوع بقول "مصنف"[17] اردو الفاظ کے تحت قرآن میں مستعمل تمام مترادف الفاظ کا ذیلی فرق پیش کرنا ہے، جبکہ اس میں تمام عنوانات اردو زبان کے حروف تہجی کے لحاظ سے ترتیب دئے گئے ہیں، اور مصنف کا طریقہ کار یہ ہے کہ کسی اردو لفظ مثلاً "سامان" کا عنوان قائم کرنے کے بعد اس کیلئے جتنے الفاظ قرآن مجید میں وارد ہوئے ہیں انہیں پہلے اجمالاً بیان کرتے ہیں، پھر ان میں سے ہر ایک کا قرآن مجید میں جو محل و مقام ہے اسے ذکر کرتے ہیں اور اس مقام سے مناسبت رکھنے والا معنی واضح کرتے ہیں، اور خلاصے میں تمام الفاظ کے درمیان ذیلی فروق بیان کرتے ہیں۔ مصنف نے کتاب کے آخر میں پانچ اہم ضمیموں کا اضافہ کر کے کتاب کی افادیت کو چار چاند لگادئے ہیں۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں: ا۔ اسماء معرفہ: اس میں 14 عنوانات کے تحت اسماء معرفہ کو تفصیلاً ذکر کر دیا گیا ہے۔ ۲۔ اسماء نکرہ: اس میں 7 عنوانات قائم کر کے انتہائی قیمتی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ ۳۔ ذوالاضداد ۴۔ افعال کے عین کلمہ کی حرکت یا مصدر میں فرق سے معانی میں تبدیلی۔ ۵۔ متفرقات: اس ضمیمے میں جامع اسماء، غلط العام، مشتبہ الفاظ، چند محاورات اور چند مشکل مادوں وغیرہ پر بحث کی گئی ہے۔ الَغرض اس معجم کے مطالعہ سے جہاں آپ کو عربی زبان کی وسعت کا علم ہو گا وہاں آپ قرآن کی فصاحت وبلاغت سے بھی محظوظ ہوں سکیں گے۔ اور مترادف الفاظ کا فرق ذہن نشین کر لینے کے بعد آپ خود بھی محسوس کرنے لگیں گے گویا قرآن کے نئے معانی و مفہوم آپ کے ذہن میں اتر رہے ہیں اور آپ اس کی فصاحت وبلاغت سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ المختصر یہ کتاب لغت اور ادب کی باریکیوں میں دلچسپی رکھنے والوں کے لیے انتہائی اہم ہے۔[18]

۲-کتب لغات القرآن:

برصغیر میں اس نام سے ملتے جلتے ناموں سے کئی ایک کتب معاجم کو علماء ہند وپاکستان نے اردو زبان میں متعارف کرایا۔ ان کتب میں سرفہرست لغات القرآن، از مولانا عبد الرشید نعمانی، ٦ / جلدوں میں ایک مدلل ومفصل اور مطول کتاب ہے۔ جسے مکتبہ حسن سہیل، لاہور نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب کی قدامت واہمیت کے حوالے سے مؤلف کو اس بات کا اِدعا ہے کہ یہ اردو زبان میں لغاتِ قرآن پر پہلی کتاب ہے۔ اس سے قبل اُردو زبان میں اس موضوع پر کوئی کتاب لکھی نہیں گئی۔ وہ لکھتے ہیں: "معلوم ہے کہ اس قسم کی علمی اور تحقیقی تصنیف سے اس وقت تک اُردو زبان کا دامن یکسر خالی ہے۔ صاحبِ لغات القرآن نے بعض پہلے سے متداول قرآنی لغات کے اَسقام کا بھی ذکر کیا ہے جن کی وجہ سے قاری کو دشواری پیش آتی تھی۔ اُن کا کہنا ہے کہ اُنہوں نے ان اسقام کو دور کر دیا

ہے۔اس طرح الفاظ کی تلاش میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔چنانچہ اُنھوں نے ہر لفظ سے متعلق پارہ اور رکوع کا حوالہ درج کر دیا ہے۔وہ علامت پارہ کے لیے (ب یا پ) کا نشان لکھتے ہیں اور اس کے اوپر مذکورہ پارہ کا عدد تحریر کرتے ہیں۔مثلاًب ۳ کا مطلب ہو گا تیسرا پارہ اور اس کے نیچے پارہ کا رکوع لکھا ہو گا۔یعنی (ب ۳/۶) اس کا مطلب ہے: تیسرے پارے کا چھٹا رکوع۔ اگرچہ اسی انداز کی ایک فہرست نُجوم الفرقان کے نام سے بھی موجود ہے جو عرصہ سے اہل علم میں متداول رہی ہے، لیکن صاحب لغات القرآن کا کہنا ہے کہ اس میں بعض الفاظ ملتے ہی نہیں۔اس سلسلے میں اُنھوں نے چند الفاظ کی مثال دی ہے کہ وہ اس میں نہیں ہیں۔لہٰذا اُنھوں نے تمام الفاظ کو الگ الگ لکھنے کا اہتمام کیا ہے۔"لغات القرآن"میں الفاظِ قرآنی کے لغوی معانی سے بھی بحث کی گئی ہے اور ساتھ ہی الفاظ کی فہرست بھی دی گئی ہے۔اس طرح لغاتُ القرآن میں لغوی معانی کے ساتھ ساتھ مقامات کی نشاندہی بھی موجود ہے۔[19] درج ذیل مثالیں ملاحظہ ہوں

کلمات	معانی	اشتقاق	خاص علامات
اَسۡلَمُوۡا	وہ تابع ہوئے، وہ حکم بردار ہوئے، مسلمان ہوئے۔	اسلام سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب	ب ۳،۱۰، ب ۶،۱۱، ب ۲۶، ۱۴ ان تمام علامات سے مراد ہے کہ لفظ اَسۡلَمُوۡا قرآن مجید میں پارا{۳} اور رکوع{۱۰}، پارا{۶} اور رکوع{۱۱}، پارا{۲۶} اور رکوع{۱۴} میں آیا ہے۔
اَبۡصِرۡ بِهٖ وَاَسۡمِعۡ	فعل تعجب ہو کر مستعمل ہوا کیا خوب دیکھتا اور سنتا ہے	اسماعا/سمعا بصرا/ابصارا	ب ۱۵،۱۶، ب ۳،۱۷، ب ۳،۶، ب ۶،۱۷، ب ۶،۱۷، ب ۶،۱۷، ب ۳۲۳

الغرض مولانا عبد الرشید نعمانی صاحب نے اپنی اس کتاب کے ذریعے قرآن فہمی کی ضرورت کو پورا کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ اس قرآنی معجم کی ایک اہم خوبی یہ بھی ہے کہ اسے الف بائی یعنی حرف تہجی کی ترتیب میں مرتب کیا گیا ہے جس سے عامۃ الناس کے لیے اس کتاب سے استفادہ بہت آسان ہو گیا ہے جبکہ عموماً قرآنی لغات کو سہ حرفی مادے کے اعتبار سے مرتب کیا جاتا ہے جس کے سبب سے عوام کے لیے ان لغات سے استفادہ کرنا نسبتاً کافی مشکل ہوتا ہے۔مولانا نے قرآنی الفاظ کے متفرق لغات یا اہل لغت سے معانی جمع کرتے ہوئے اس امر کا لحاظ رکھا ہے کہ اگر انہیں حدیث وسنت میں کہیں کسی لفظ کا کوئی معنی ملا تو انہوں نے اسے بھی خصوصی اہتمام کے ساتھ اس لغت میں درج فرمایا ہے۔[20]

لغات القرآن:

کتب لغات القرآن کے موضوع پر ایک اہم کتاب جناب عبد الکریم پاریکھ صاحب نے تحریر فرمائی، یہ کتاب اپنے حجم کے لحاظ سے ایک ہی جلد پر مشتمل ہے۔اور اس کی ابتداء میں کچھ نحوی ولغوی نقاط بھی تمہیدی طور پر ذکر کئے گئے ہیں، اس لغت میں سورہ اور پارہ کی ترتیب ملحوظ خاطر رکھی گئی ہے، جبکہ دوسری طرف: ربع، نصف، ثلاثہ کے ذکر کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔کلمات کی تعداد کے لحاظ سے یہ کتاب 6678 کلمات کو اپنے دامن میں رکھے ہوئے ہے.[21] مولف نے یہ کتاب ان حضرات کے لیے مرتب کی ہے جو عربی زبان پر

دسترس نہیں رکھتے اور ہر لفظ کے مادہ کو تلاش کرنا ان کے لیے دشواری کا سبب بن سکتا ہے، اس لیے مادہ کے بجائے الفاظِ قرآن کو ان کی اپنی ہی ترتیب کے مطابق مرتب کر دیا گیا ہے۔ اور قرآنی ترتیب کے مطابق پورے قرآن کی لغوی تشریح کر دی گئی ہے۔ یہ کتاب اردو خوان طبقہ کے لئے ایک انتہائی مفید اور شاندار تحفہ ہے، جس سے ہر مسلمان کو قرآن فہمی کے لئے فائدہ اٹھانا چاہئے۔[22]

انوار البیان في حل لغات القرآن

یہ کتاب علی محمد صاحب[23] کی تالیف ہے جو ۱۹۹۵ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوئی۔ اس لغت کے خصائص کے متعلق مؤلف لکھتے ہیں کہ "یہ کتاب قرآنِ مجید کے ان طالب علموں کے لیے لکھی گئی ہے جو زبان عربی کا کم از کم ابتدائی علم رکھتے ہوں اور صرف و نحو کی مبادیات سے واقف ہوں اور اس سلسلہ کی مزید معلومات کے خواہشمند ہوں۔ یہ کتاب نہ صرف ان کو قرآنی عبارت کے مختلف الفاظ اور جملوں کی تعلیل صرفی اور ترکیب نحوی میں مددگار ثابت ہوگی بلکہ ربطِ الفاظ وآیات میں بھی معاونت کرے گی۔" ہماری دانست میں مؤلف اپنے اس دعوے میں بہت حد تک کامیاب رہے ہیں۔ یوں بھی عام لغات میں صرفی ونحوی بحث نہیں کی جاتی، صرف معانی پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے، جس سے عموماً طالب علم الفاظ کی صحیح تفہیم سے عاری رہتا ہے۔ جبکہ قرآن فہمی کے لیے صرفی و نحوی مفہوم کا جاننا ضروری ہے۔ محض لفظی معنی کا علم قرآن فہمی کے لیے کافی نہیں۔ اس لحاظ سے مذکورہ کتاب محض کتابِ لغت نہیں اور نہ ہی محض ترجمہ و تفسیر بلکہ ان تینوں کا مختصر مجموعہ ہے۔ شاید اسی وجہ سے مؤلف نے اس کا نام أنوار البیان في حل لغة القرآن رکھا ہے۔[24]

اس کتاب میں مؤلف نے اُصول یہ رکھا ہے کہ وہ پہلے سورۃ کا نمبر، پھر آیت کا نمبر اس کے بعد جملہ یا الفاظ کا حوالہ دیتے ہیں۔ مثلاً ۳-۱۹۹ اس میں ۳ سورۃ کا ہے جبکہ ۱۱۹ آیت ہے۔ اس لغت کے بارے میں بعض اہل علم کی تقاریظ بھی آغاز میں شامل کی گئی ہیں۔ جو اس کتاب کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہیں۔ اور ترتیب کے لحاظ سے اس لغت میں قرآنِ مجید کی سورتوں اور پاروں کی ترتیب سے معانی بیان کئے گئے ہیں جبکہ دیگر عام لغات میں ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر لفظ کا مادہ تلاش کر کے اس مادہ کے تحت معانی دیئے گئے ہوتے ہیں۔ مگر زیر نظر معجم: "انوار البیان" میں سورتوں کی ترتیب کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے جو کہ علمی حلقوں میں نسبتاً آسان سمجھا جاتا ہے۔ اس لغت کے آخر میں مولف نے روایتی انداز میں قرآنِ مجید کے رموز و اوقاف، منازل قرآن ذکر کئے ہیں۔ قرآن مجید کی سورتوں کی تعداد بلحاظِ پارہ لکھی ہے، لیکن جانے کیوں سورۃ انشراح کے بعد اگلی سورتوں کا ذکر نہیں ملتا ہے۔ پھر قرآنِ مجید کی ترتیب سورتوں کے مطابق لکھی ہے۔ اور اُنہوں نے قرآن مجید کی ترتیب نزولی کا بھی آخر میں ذکر کیا ہے۔ اس: ترتیب کے ضمن میں پہلے مکی سورتوں کی نزولی ترتیب کو درج کیا ہے، جس میں ۸۶ سورتیں ہیں اور پھر مدنی سورتوں کو ترتیبِ نزولی کے مطابق لکھا ہے جن کی تعداد ۲۸ ہے۔[25]

لغات القرآن ۔ قرآنی مطالب کا انسائیکلوپیڈیا Ghulam Ahmad Parvez :

یہ لغت چودھری غلام احمد پرویز کی تصنیف ہے۔ آپ پاکستان میں اس مکتبِ فکر کے سرخیل خیال کیے جاتے ہیں جو اہل قرآن کہلاتا ہے اور حدیثِ رسول کو روایات قرار دے کر نظر انداز کر دیتا ہے۔ قرآن کی تشریح و تفسیر میں اَحادیث کو حجت خیال نہیں کرتا۔ اسی لیے اس کتاب کے سرورق پر یہ تحریر مندرج ہے: "لغات القرآن... قرآنی مطالب کا انسائیکلوپیڈیا"[26] جس میں قرآنِ کریم کے تمام الفاظ کے معانی و مطالب مستند کتبِ لغت کی بنیاد پر اس انداز سے متعین کئے گئے ہیں کہ قرآن جو تصورات پیش کرتا ہے، ان کا مکمل نقشہ سامنے آجائے اور اس کا صحیح مفہوم سمجھنے میں کوئی اُلجھاؤ پیدا نہ ہو۔ اس کتاب کے آغاز میں عربی گرامر کے کچھ بنیادی قواعد مندرج ہیں۔ اس کے بعد قرآنِ مجید میں مستعمل الفاظ کی فہرست دی گئی ہے اور ان الفاظ کے سامنے اس لفظ کا مادہ اشتقاق بھی لکھ دیا

گیاہے۔ تاکہ کسی لفظ کو تلاش کرنے والے شخص کے لیے اس لفظ کو ڈھونڈنا آسان ہوسکے۔ عربی گرامر کی بحث صفحہ ا سے لے کر صفحہ ۳۷ تک ممتد ہے، لیکن عربی گرامر کی بحث سے قبل ۳۴ صفحات پر مشتمل پیش لفظ لکھا گیا ہے جس میں قرآن کریم کے معانی و مفہوم کو متعین کرنے کے طریق کار پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ جس کا خلاصہ صاحب کتاب ہی کے الفاظ میں اسطرح بیان ہوا ہے:

۱- سب سے پہلے متعلقہ لفظ کے مادہ کو دیکھا جائے کہ اس کا بنیادی مفہوم کیا ہے اور خصوصیت کیا۔ اس مادہ کی شکلیں کتنی ہی کیوں نہ بدلیں، اس کی خصوصیت کی روح بالعموم ہر پیکر میں جھلکتی رہے گی۔

۲- اس کے بعد دیکھا جائے کہ صحرا نشین عربوں کے ہاں اس لفظ کا استعمال کس کس انداز میں ہوتا تھا۔ ان کے استعمال کی محسوس مثالوں سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ ان کے ہاں اس مادہ کا تصور "Concept" کیا تھا۔ واضح رہے کہ جب تک تصورات "Concepts" کا تعین نہ کیا جائے، الفاظ کا صحیح مفہوم سمجھ میں نہیں آسکتا۔ یہ وہ بنیادی اُصول ہے جس پر دورِ حاضرہ میں علم الدلالہ "Semantics" نے بڑی عمدہ روشنی ڈالی ہے۔ علم اللسان کے اس شعبہ کا مطالعہ، الفاظ کی روح تک پہنچنے میں بڑا ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔

۳- اس کے بعد یہ دیکھنا چاہیے کہ قرآنِ کریم میں وہ لفظ کس کس مقام پر آیا ہے اور اس نے اسے کس کس رنگ میں استعمال کیا ہے۔ ان مقامات سے اس لفظ کا قرآنی تصور "Quranic Concept" سامنے آ جائے گا۔

۴- سب سے بڑی چیز یہ کہ قرآنِ کریم کی پوری تعلیم کا مجموعی تصور سامنے ہونا چاہئے اور اس بنیادی اُصول کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ اس سے مفردات اور اصطلاحات کا مفہوم اس کی مجموعی تعلیم کے خلاف نہ جائے۔ اس لیے کہ قرآن کا دعویٰ ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ذہن کو خارجی اثرات سے الگ رکھ کر قرآن کا مطالعہ خود قرآن کی روشنی میں کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو نور "روشنی" کہا ہے اور روشنی اپنے آپ کو دکھانے کے لیے خارجی مدد کی محتاج نہیں ہوتی۔"

اس جگہ یہ بات خاص طور پر محل نظر ہے کہ صاحبِ کتاب اس بات کا دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ذہن کو خارجی اثرات سے الگ رکھ کر قرآن کا مطالعہ خود قرآن کی روشنی میں کیا جائے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ حدیث اور سنت نبوی سے قرآن کریم کی تشریح سے گریز کرتے ہیں۔ لیکن اس دعوے کے باوجود وہ خود اس کی پابندی نہیں کرتے بلکہ خارجی اثرات کی بجائے اپنے ذاتی تاثرات کو قرآنی الفاظ کی تعیین میں شامل کرتے چلے جاتے ہیں۔ جو بذاتِ خود خارجی اثر ہے۔ مندرجہ ذیل میں چند مثالیں ملاحظہ کریں:

۱- "زکوۃ": وہ اس لفظ کی تشریح میں لکھتے ہیں: "قرآن کریم میں اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ کے الفاظ بار بار آئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآنی نظام کے یہی دو ستون ہیں۔ اقامتِ صلوٰۃ کے مفہوم کے لیے "ص ل و" کے عنوان میں 'صلوٰۃ' کا لفظ دیکھئے۔ اس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس سے مراد ہے ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا جس میں افرادِ معاشرہ، قوانین خداوندی کا اتباع کرتے، اپنی منزل مقصود تک پہنچیں۔ اس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس قسم کا معاشرہ قائم کرنے سے مقصود کیا ہے؟ مقصود ہے 'ایتاے زکوٰۃ': ایتاء کے معنی ہیں دینا۔ اور جیسا کہ آپ اوپر دیکھ چکے ہیں زکوٰۃ کے معنی ہیں: نشوونما۔ یعنی نوعِ انسانی کی نشوونما (Growth) تا Development کا سامان بہم پہنچانا۔ اس 'نشوونما' میں انسان کی طبعی زندگی کی پرورش اور اس کی ذات کی نشوونما، دونوں شامل ہیں۔ سورۃ حج میں ہے کہ "اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ"[27] یہ جماعت مؤمنین وہ لوگ ہیں کہ جب اُنہیں زمین میں اقتدار حاصل ہوگا تو یہ اقامتِ صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کریں گے"۔ یعنی اسلامی مملکت کا فریضہ 'ایتائے زکوٰۃ' ہوگا یعنی

دوسروں کو نشوونما دینا۔ اپنے افرادِ معاشرہ اور دیگر نوعِ انسان کی نشوونما کا سامان بہم پہنچانا۔ اسی کے متعلق دوسرے مقام پر یہ ہے کہ مؤمن وہ ہیں "هُمۡ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوۡنَ"[28] جو زکوٰۃ یعنی نوع انسانی کی نشوونما کے لیے جدوجہد کرتے ہیں۔

۲۔"جسد": اسی طرح موصوف نے مادہ: "ج س د" کے تحت لفظ اَلْجَسَدُ کی بحث میں لکھتے ہیں: "حضرت سلیمانؑ کے بیٹے جَسَدًا کہا ہے یعنی محض گوشت کا لوتھڑا۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ کا یہی بیٹا ہے جسے قرآنِ کریم نے جیتے جاگتے انسان کے بجائے 'جَسَد' محض گوشت پوست کا مرکب کہہ کر اس کی نااہلی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

الغرض اس قسم کی مثالیں پوری لغت میں جابجا موجود ہیں۔ جس سے صاحبِ لغات القرآن کا اپنی سوچ وفکر میں خارجی اثرات سے متاثر ہونے کا تاثر بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ چونکہ یہ مثالیں ایک جگہ نہیں بلکہ پوری کتاب میں جابجا موجود ہیں۔ اس لحاظ سے یہ کتاب محض کتابِ لغت نہیں بلکہ کچھ ذاتی فکر وسوچ کے فروغ کی کتاب بھی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ پرویزؔ کی 'لغات القرآن' اگرچہ اپنے موضوع کی اہم کتاب ہے جس میں اُنہوں نے خاصی عرق ریزی سے کام لیا ہے، تاہم یہ بات اپنی جگہ وزن رکھتی ہے کہ موصوف بہت سے مقامات پر متواتر تفسیر سے پہلو تہی کرتے نظر آتے ہیں۔ ایک طرف تو وہ صحرا نشین عربوں کے ہاں کسی لفظ کے معنی کو بنیاد کی حیثیت دینے کا کہتے ہیں، دوسری طرف وہ، صحابہ کرامؓ نے کسی لفظ کے معنی کو کس انداز میں لیا ہے، اس سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اس تواتر سے بھی پہلو تہی کرتے نظر آتے ہیں جو چودہ صدیوں سے متداول بھی ہے اور مسلّم بھی اور صحرا نشین بدوی کی تتبع میں دور تک نکل جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ رسالت مآب سے منقول جو معنی متعین ہیں، ان کی بھی پیروی نہیں کرتے۔

لغات القرآنی

یہ کتاب جناب عزیز احمد صاحب کی تالیف ہے۔ جو ایک جلد پر مشتمل ہے، اور قرآن کریم کی سورتوں کی ترتیب پر مرتب ہے، اس کتاب کو ادارہ لغات القرآن سیٹلائیٹ ٹاؤن، راولپنڈی نے شائع کیا ہے۔ یہ مکمل قرآن کی لغات پر محیط نہیں ہے بلکہ صرف سورۃ الفاتحہ اور تیسویں پارہ میں مستعمل الفاظ پر مشتمل ہے۔ اس لغت کے آغاز میں ابتدائی بنیادی عربی صرف ونحو کے قواعد بیان کئے گئے ہیں۔ سورۃ فاتحہ کے خصائص وفضائل اور تیسویں پارے کی سینتیس سورتوں کا تعارف بھی شامل ہے۔ اس طرح یہ محض لغتِ قرآنی کے ساتھ ساتھ قرآن کی مختصر تفسیر وتشریح بھی ہے۔ اس کتاب کے مختصر ہونے کی وجہ سے عوام الناس کے لئے بہت مفید ہے۔[29]

لغت القرآن QuranicDictionary

اس کتاب کے مؤلف مفتی محمد نعیم ہیں جو جامعہ اشرف المدارس گلشن اقبال، کراچی کے اُستاد ہیں۔ اس لغت کو مکتبہ النور کراچی نے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ اکتوبر ۲۰۰۷ء میں طبع ہوئی۔ اس لحاظ سے اپنے موضوع پر پاکستان میں چھپنے والی تازہ ترین تالیف ہے۔ حرفِ آغاز کے عنوان سے شروع میں قرآنِ مجید کی اہمیت پر توجہ دلائی گئی ہے۔ نیز اس بات پر تنبیہ بھی ہے کہ قرآنِ مجید کو محض اردو تراجم کی مدد سے سمجھنے کی کوشش کرنا اور پھر اپنی رائے سے قرآنی مفہوم کو متعین کرنے کی کوشش کرنا عبث ہے جس سے مطلوبہ مقاصد بھی حاصل نہیں ہوپاتے نیز اس طرح قرآن کے اصل مقصود کو سمجھنے میں بھی غلطی کا اِمکان رہتا ہے۔ اس لغت میں مؤلف نے قرآنی الفاظ کو چار مختلف حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ جن کے عنوانات اس طرح ہیں: ۱۔ کثیر الاستعمال قرآنی اسمائ ۲۔ قلیل الاستعمال قرآنی اسماء ۳۔ کثیر الاستعمال قرآنی مصادر ۴۔ قلیل الاستعمال قرآنی مصادر کثیر الاستعمال قرآنی اسماء میں اُنہوں نے ایسے

الفاظ کو جمع کیا ہے جو گرامر میں اسم جامد کہلاتے ہیں۔ مثلاً "رَجُلٌ" یہ ایسا اسم ہے جو نہ خود کسی سے مشتق ہے، نہ ہی اس سے دوسرے اسماء نکلتے ہیں۔ اس مذکورہ حصہ میں ایسے اسماء کو شامل کیا گیا ہے جو قرآن مجید میں دس یا اس سے زائد مرتبہ استعمال ہوئے ہوں۔ اس کالم میں کل ۱۲۸ اسماء کا تذکرہ ہے۔ مؤلف نے الفاظ کی وضاحت کے لیے چار کالم بنائے ہیں۔ پہلے کالم میں قرآنی الفاظ دیئے گئے ہیں۔ دوسرے کالم میں معانی ہیں۔ تیسرا کالم تعداد کے حوالے سے ہے۔ جتنی مرتبہ وہ اسم قرآن میں استعمال ہوا ہے، اس کالم میں وہ تعداد دی گئی ہے۔ چوتھے کالم میں قرآنی اَمثال دی گئی ہیں۔ یعنی ایسی کوئی ایک آیت جس میں وہ اسم استعمال ہوا ہو۔[30]

دوسرا عنوان قلیل الاستعمال قرآنی اسماء کے بارے میں ہے۔ اس میں ایسے اسمائے جامد دیئے گئے ہیں جن کا استعمال قرآن مجید میں دس سے کم مرتبہ ہوا ہے۔ اس کے تحت ۵۰۸ الفاظ کی وضاحت دی گئی ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ قرآن مجید میں ایسے ۵۰۸ الفاظ ہیں۔ تیسرا حصہ کثیر الاستعمال قرآنی مصادر پر ہے۔ اس میں ایسے مصادر تلاش کئے گئے ہیں جو قرآن مجید میں دس یا دس سے زیادہ مرتبہ استعمال ہوئے ہیں۔ ان کی تعداد کافی زیادہ ہے جو کتاب کے صفحہ ۸۳ سے لے کر صفحہ ۱۵۸ تک ممتد ہے۔ اس حصہ میں پانچ کالم بنائے گئے ہیں جبکہ مذکور القبل دو حصوں میں کالم چار چار تھے۔ پہلے کالم میں مصدر کا تذکرہ ہے۔ دوسرے میں معانی دیئے گئے ہیں۔ تیسرے میں تعداد دی گئی ہے یعنی وہ لفظ کتنی مرتبہ قرآن مجید میں استعمال ہوا۔ چوتھے کالم کا عنوان مصدر سے وجود میں آنے والے قرآنی صیغے ہے۔ آخری کالم میں قرآن میں مستعمل ایک یا دو آیات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ مثالیں ملاحظہ ہوں: ۱- مصدر ۲- معنی ۳- تعداد ۴- مصدر سے بننے والے قرآنی صیغے 5- اور آخری حصہ قلیل الاستعمال قرآنی مصادر پر ہے۔ اس کے تحت ایسے مصادر تلاش کئے گئے ہیں جن کا استعمال قرآنِ مجید میں دس سے کم مرتبہ ہوا ہے۔ ایسے مصادر کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ یہ حصہ صفحہ ۱۵۹ سے لے کر صفحہ ۲۴۲ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس حصہ میں تیسرے حصہ کے مطابق کالم بندی کی گئی ہے۔ لغت القرآن کے آخری صفحات میں قرآنی اعداد کے تحت ان اعداد کا ذکر ہے جو قرآن میں استعمال ہوئے ہیں۔ ایسے اعداد کی تعداد ۴۶ ہے۔ اس حصہ میں بھی چار کالم ہیں۔ پہلے کالم میں عدد لکھا گیا ہے۔ دوسرے میں اس کے معنی، پھر تیسرے میں تعداد اور آخری کالم میں کسی بھی آیت سے حوالہ درج کیا گیا ہے۔

لغتِ قرآن پر آج تک جتنی کتب تحریر کی گئی ہیں ان سب میں یہ کتاب اَچھوتے اور منفرد انداز میں لکھی گئی ہے اور بلاشبہ مؤلف کی بہترین کاوش ہے۔ پوری کتاب ۲۴۷ صفحات پر مشتمل ہے، لیکن تمام الفاظ کا معنی اور دیگر مفید معلومات کا حصر کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس کی وجہ سے کسی لفظ کے حوالے سے جملہ معلومات ایک ہی جگہ حاصل ہو جاتی ہیں۔ اس سے قبل جتنی کتب لغت قرآنی کے حوالے سے لکھی گئیں، وہ کئی کئی جلدوں پر مشتمل ہیں، لیکن صاحبِ لغت القرآن نے تمام الفاظِ قرآنی کی اس انداز سے درجہ بندی کی ہے کہ کتاب کا حجم بھی نہیں بڑھا اور جملہ معلومات بھی موجود ہیں۔ نفس مضمون کے حوالے سے باطنی محاسن کے ساتھ ساتھ کتاب کے ظاہری محاسن بھی خوب ہیں۔ دیدہ زیب طباعت، کاغذ انتہائی سفید و اعلیٰ، خوبصورت گردپوش، سرورق کا فنی حسن کتاب کی رعنائی اور دلچسپی میں مزید اضافہ کر رہا ہے۔ علومِ قرآنی کا ذوق رکھنے والے نیز کتابوں سے محبت کرنے والے حضرات کے لیے لغتُ القرآن بہت مفید تحفہ ہے۔[31]

لغات القرآن الکریم:

زیر نظر کتاب ایک بہت عمدہ اور مستند قرآنی لغت ہے جو قرآن کریم کے مشکل الفاظ کے معانی پر مشتمل ہے۔ ترتیب کے لحاظ سے یہ لغت قرآنی سورتوں کی ترتیب پر مختصرا ایک ہی جلد میں مرتب کی گئی ہے۔ نہایت ہی مفید کتاب ہے جسکو سفر وحضر میں ساتھ رکھنے میں کسی قسم کی کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔[32] اس لغت قرآنی کو عوام الناس کی دینی خدمت، اور قرآن فہمی کی آسانی کے لئے حیدرآباد قرآن انڈر اسٹینڈ اکیڈمی کی طرف سے پیش کیا گیا ہے. جو استفادہ کے لحاظ سے ہر عام وخاص کے لیئے یکساں مفید ہے۔[33].

آسان لغات قرآن Asan Lughat Ul Quran Urdu

یہ قرآنی عربی لغت کی اہم کتاب ہے- جس میں قرآنی زبان کو سمجھنے کے لیے اس کے مشکل الفاظ سے واقفیت اور ان الفاظ کے اصل / مادہ کی پہچان انتہائی ضروری ہوتی ہے –اس لیئے اس لغت کی ابتدا میں عربی گرامر سے مختصر انداز میں واقفیت کروائی گئی اور کچھ گردانیں بیان کرنے کے بعد قرآنی لغات کی ابتدا کی گئی ہے تاکہ کسی بھی مبتدی کو الفاظ ڈھونڈنے میں مشکل پیش نہ آئے-

فاضل مصنف جناب مولانا سید شہید الدین بنارسی صاحب نے انتہائی اچھے انداز سے لغت کو ترتیب دیا ہے اور اس کی ترتیب عام لغات کی طرح حروف تہجی کی ترتیب پر رکھا ہے تاکہ الفاظ کو ڈھونڈنے میں آسانی رہے- الفاظ کے معانی کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے صیغے اور دوسری لغوی مباحث کو بھی مختصر انداز میں بیان کیا ہے تاکہ عام انسان کو مکمل واقفیت حاصل ہو جائے۔[34] حجم کے لحاظ سے علامہ بنارسی کی یہ کتاب نسبتاً ضخم ہے جو کہ پانچ جلدوں پر مشتمل ہے.

منتخب لغات القران Muntakhab Lughaat ul Quran

پیش نظر "منتخب لغات القرآن" دارالعلوم دیوبند کے قدیم وکامیاب استاذ حضرت مولانا مفتی محمد نسیم صاحب کی تحریر کردہ مستند تصنیف ہے۔[35] یہ کتاب آپ کی تیسری تصنیف ہے، اس سے پہلے دو کتابیں منصہ شہود پر آچکی ہیں، "منتخب لغات القرآن" آپ کی شبانہ روز کی ان محنتوں اور کاوشوں کا ثمرہ ہے جو آپ نے مرادِ الٰہی تک پہنچنے میں صرف کی ہیں اس لغت کی قابل ذکر خصوصیات درج ذیل مختصرا بیان کی جاتی ہیں:

۱- اس میں قرآنی کلمات کی توضیح وتشریح سورتوں اور آیتوں کی ترتیب کے اعتبار سے ہے۔

۲- ہر لفظ سے پہلے دائیں جانب آیت نمبر درج کیا گیا ہے، پھر ہر کلمہ کے سامنے بائیں جانب اس کے معانی لکھے گئے ہیں۔

۳- الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق میں اسم، فعل، واحد اور جمع کی نشاندہی کے ساتھ ہی ابواب اور صیغوں کی تعیین اور مادوں کی وضاحت کر دی گئی ہے، نحوی تحقیق میں وجہِ اعراب اور ترکیب بتائی گئی ہے۔

۴- بعض مقامات پر حسب ضرورت تفسیری مباحث بھی ذکر کیے گئے ہیں، خصوصاً ان آیات کے تحت جہاں مفسرین کے اقوال متعدد ہیں یا ضعیف یا موضوع احادیث کے ذریعہ تفسیر عام لوگوں کے ذہنوں میں ہے، ان مقامات پر راجح اور مضبوط قول کو لکھ دیا ہے، اور اختصار کے پیش نظر دراز نفس بحث سے اجتناب کیا ہے- اسی طرح وہ آیات جو تفسیر کے باب میں مشکل مانی گئی ہیں وہاں بھی قارئین کو تفسیری مباحث ملیں گے۔

۵- "منتخب لغات القرآن" کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ الفاظِ قرآنی کی تحقیق میں اتباعِ سلف کا کافی اہتمام کیا گیا ہے، یہی تفسیر قرآن کی حقیقی روح ہے، صحابہ و تابعین بھی عربی زبان وبیان سے واقفیت اور خیر القرون میں ہونے کے باوجود محض اپنی مرضی سے تفسیر نہیں کرتے تھے؛ بلکہ موجودہ اکابر سے پوچھتے تھے۔ مؤلف زید مجدہ بھی چہ جائے کہ عربی زبان کے رسیا ہیں؛ مگر تفسیر قرآن اور لغات کی وضاحت میں کہیں بھی مقررہ منہاج سے ہٹے نہیں ہیں۔ سارے اردو تراجم میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کو ترجیح دیتے ہیں، اور تفاسیر میں ان کے سامنے جہاں بیان القرآن، معارف القرآن، تفسیر عثمانی اور تفسیر ماجدی وغیرہ ہیں، وہیں بیضاوی، جلالین، مظہری اور قرطبی سے بھی بھرپور استفادہ کیا ہے۔ ترکیب نحوی میں "اعراب القرآن" پر اعتماد کیا ہے۔[36]

۶- سورہ کے شروع میں اجمالی تعارف، آیات کی تعداد، خصوصیات اور مرکزی مضامین کی نشاندہی کے ساتھ ہر سورہ کی وجہ تسمیہ بھی درج کی گئی ہے۔

۷- انداز بیان تدریسی ہے، جس طرح درس گاہ میں استاذ الفاظ کی نحوی، صرفی، لغوی تحقیق کے ساتھ مختصر طور پر لفظ کا واضح اور قابل اعتماد ترجمہ کر دیتے ہیں، اور بضرورت نحوی ترکیب بھی بتاتے ہیں، مدلل اور محقق باتیں ہی طلبہ کو بتاتے ہیں، چلتے چلتے کہیں اجمال کی تفصیل ہو جاتی ہے؛ بس یہی انداز اس تالیف کا ہے- عربی کی تھوڑی بہت شدبد رکھنے والا آدمی اگر تلاوت کے وقت اس سے استفادہ کرے تو بہت جلد قرآن اور قرآنی مضامین سے قریب ہو جائے گا۔

۸- انبیائے کرام علیہم السلام اور امم سابقہ کے حالات میں عموماً رطب ویابس اقوال در آئے ہیں، اس تالیف میں قابل اعتماد اجزا ہی کو بیان کیا گیا ہے، اس کے علاوہ ذوالقرنین، یاجوج وماجوج، قارون، لقمان حکیم، اصحاب الرسّ، اصحاب ایکہ، اصحاب اخدود، اصحاب فیل اور قوم تُبّع وغیرہ کا تذکرہ بھی قابل اعتماد حوالوں سے پیش کیا گیا ہے۔ غرضیکہ منتخب لغات القرآن طلبہ، اساتذہ اور ترجمہ قرآن سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے بہت عمدہ تحفہ ہے.

تدریس لغۃ القرآن

عربی زبان ایک زندہ وپائندہ زبان ہے۔ اس میں ہر زمانے کے ساتھ چلنے کی صلاحیت موجود ہے۔ اس زبان کو سمجھنے اور بولنے والے دنیا کے ہر خطے میں موجود ہیں۔ عربی زبان وادب کو سیکھنا اور سکھانا ایک دینی وانسانی ضرورت ہے کیوں کہ قرآن کریم جو انسانیت کے نام اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام ہے اس کی زبان بھی عربی ہے۔ عربی زبان معاش ہی کی نہیں بلکہ معاد کی بھی زبان ہے۔ اس زبان کی نشر واشاعت ہمارا مذہبی فریضہ ہے۔ اس کی ترویج واشاعت میں مدارس عربیہ اور عصری جامعات کا اہم رول ہے۔ عرب ہند تعلقات بہت قدیم ہیں اور عربی زبان کی چھاپ یہاں کی زبانوں پر بہت زیادہ ہے۔ ہندوستان کا عربی زبان وادب سے ہمیشہ تعلق رہا ہے۔ یہاں عربی میں بڑی اہم کتابیں لکھی گئیں اور مدارس اسلامیہ نے اس کی تعلیم وتعلم کا بطور خاص اہتمام کیا۔ زیر تبصرہ کتاب " تدریس لغۃ القرآن " محترم ابو مسعود حسن علوی صاحب کی تصنیف ہے، جس میں انہوں نے عربی زبان کے اصول وقواعد کو بیان فرمایا ہے۔[37]

قرآن مجید کی عربی، اردو لغت

زیر نظر کتاب ان حضرات کے لیے مرتب کی گئی ہے جو عربی زبان پر دسترس نہیں رکھتے اور ہر لفظ کے مادہ کو تلاش کرنا ان کے لیے دشواری کا سبب بن سکتا ہے، اس لیے مادہ کے بجائے الفاظِ قرآن کو ان کی اپنی ہی صورت میں لغت تصور کر کے حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کر دیا گیا ہے۔ قرآن حکیم میں بعض الفاظ ایک سے زائد مقامات پر آئے ہیں بلکہ بعض الفاظ ایسے ہیں جو بہت کثرت سے استعمال ہوئے ہیں، ہر مقام کا حوالہ دینا دشوار بھی تھا اس لیے یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ جو لفظ ایک سے زائد جگہ آیا ہے اس کے دو ابتدائی حوالے درج کر دیے گئے ہیں۔ بہر حال اپنے موضوع پر یہ ایک بہترین تصنیف ہے اردو دان طبقہ کے لیے اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔[38]

شرح الفاظ القرآن قرآن پاک کی تفسیری لغت

پیش نظر لغت "شرح الفاظ القرآن" کے مرتب مسلک دیوبند کے معروف عالم دین مولانا عبد الرشید گجراتی ہیں۔ اور اس پر تقدیم شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے لکھی ہے۔ مولف موصوف نے یہ کتاب ان حضرات کے لیے مرتب کی ہے جو عربی زبان پر دسترس نہیں رکھتے اور ہر لفظ کے مادہ کو تلاش کرنا ان کے لیے دشواری کا سبب بن سکتا ہے، اس لیے مادہ کے بجائے الفاظِ قرآن کو ان کی اپنی ہی ترتیب کے مطابق مرتب کر دیا گیا ہے۔ اور قرآنی ترتیب کے مطابق پورے قرآن کی لغوی تشریح کر دی گئی ہے۔ یہ کتاب اردو خوان طبقہ کے لئے ایک انتہائی مفید اور شاندار کتاب ہے، جس سے ہر مسلمان کو فائدہ اٹھانا چاہئے۔[39]

قاموس الفاظ القرآن الکریم:

کتاب "قاموس الفاظ القرآن الکریم" بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جامعہ ام القراء مکہ مکرمہ کے انجمن تدریس کے رکن ڈاکٹر عبداللہ عباس الندوی نے انگریزی دان طبقہ کے لیے عربی سے انگلش میں تصنیف فرمائی اور افادہ عام کے لیے ریٹائرڈ پروفیسر عبدالرزاق فاضل جامعہ ریاض نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ مذکورہ مقصد کو پورا کرنے کے لیے اس کتاب میں قرآن کریم کے کلمات والفاظ کی صرفی تصریف اور نحوی ترکیب کے ساتھ لغوی معنی کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ انگریزی نسخہ میں جو انگلش حوالے تھے ترجمہ میں ان کو حذف کیا گیا ہے جبکہ سورتوں اور آیتوں کی نشاندہی نمبروں سے کی گئی ہے ترجمہ سلیس اور عام فہم بنانے کی حتی المقدور سعی کی گئی ہے انگریزی متن کے بعض مختلف فیہ مقامات پر ترجمہ میں توضیحی نوٹ بھی لکھا گیا ہے۔ قرآن کریم کو سمجھنے کیلئے ہر سطح کے طالب علموں کے لئے نہایت کارآمد "قاموس" ہے۔[40] یہ لغت خاصی مفید ہے۔ اس میں الفاظ کے مختصر معانی کے ساتھ ساتھ صرفی اور نحوی تراکیب کی وضاحت بھی موجود ہے اور غیر ضروری تشریح و تفصیل سے اجتناب کرتے ہوئے لغت قرآنی کے ہدف کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ مثلاً لفظ تبَتَّل باب تفعّل فعل امر، واحد مذکر حاضر، وقف ہو جانا، دنیا سے منقطع ہونا۔ اسی طرح یَجْهَلُوْنَ سے (فعل مضارع، جمع مذکر غائب) وہ جہل کرتے ہیں۔ اس قاموس میں قاری کو مطلوب معلومات ایک ہی جگہ آسانی سے مل جاتی ہیں اور کسی بھی لفظ کے معانی معلوم کرنا اور معانی متعین کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ حروف کے ذریعہ کسی بھی باب کی نشاندہی مفقود ہے کہ قرآنِ مجید میں وہ لفظ کس کس جگہ استعمال ہوا ہے، صاحب کتاب اس بات کی نشاندہی نہیں کرتے۔ البتہ کسی کسی جگہ ایک آدھ آیت کا تذکرہ ضرور کر دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ قرآنی لغت کے حوالے سے یہ بات مقصود بھی نہیں۔ کسی بھی لفظ کے معانی معلوم کرنے والا شخص صرفی و نحوی بحث کے ساتھ صرف معانی کا ہی متلاشی ہوتا ہے۔[41] اس قاموس کا ایک وصف یہ بھی ہے

کو آسانی سے تلاش کر لیتا ہے، کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ چونکہ الفاظ کے مادہ اور اشتقاق کا علم بھی اپنی جگہ اہمیت رکھتا ہے اس لیے صاحبِ کتاب نے آخری حصہ میں الفاظ کے مادے اور اصلی حروف کے عنوان سے الفاظ کے مادوں کا مفصل تذکرہ لکھ دیا ہے جو صفحات ۴۷۱ سے لے کر ۵۲۰ تک پھیلا ہوا ہے۔ مجموعی طور پر یہ قاموس اچھی اور مفید کاوش ہے۔

قاموس القرآن

قاموس القرآن ایسی کتاب ہے کہ جس میں تمام الفاظ قرآنی کا صحیح اردو ترجمہ اور ان کی مکمل صرفی و نحوی تشریح نیز جملہ وضاحت طلب الفاظ پر سہل و شیریں زبان میں مختصر، جامع اور مستند نوٹ لکھے گے ہیں۔ دراصل یہ قاموس قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی کی تالیف ہے جو کافی عرصہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں تفسیر کے اُستاد رہے۔ اُنہوں نے یہ قاموس تقریباً پون صدی پیشتر لکھی تھی جو ۱۳۷۳ھ بمطابق ۱۹۵۴ء میں پہلی مرتبہ ہندوستان میں شائع ہوئی۔ قاموس القرآن پاکستان میں ۱۹۹۴ء میں طبع ہوئی۔ گویا اپنی طباعتِ اوّل سے نصف صدی بعد اس کو پاکستان میں شائع کیا گیا ہے۔ اس کی اشاعت کا اہتمام دارالاشاعت، کراچی نے کیا ہے۔ آغاز میں برصغیر پاک وہند کے مشاہیر اہل علم کی آراء دی گئی ہیں۔[42]

مؤلف قاموس نے اس سے قبل عربی زبان کی لغت بیان اللسان کے نام سے لکھی تھی جسے علمی حلقوں میں خوب پذیرائی حاصل ہوئی۔ اس پذیرائی کے بعد اُنہوں نے 'لغت القرآن' کے حوالے سے قاموس القرآن کو مرتب کیا۔ یہ بات مسلم ہے کہ برصغیر پاک وہند میں قرآنِ مجید کا پہلا با محاورہ اُردو ترجمہ شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ نے لکھا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے لغات القرآن کے موضوع پر بھی ایک مختصر کتاب لکھی تاکہ اُردو دان حضرات عربی زبان کے الفاظ سے شناسائی حاصل کر کے قرآن کے مفہوم تک پہنچ سکیں۔ چنانچہ مطبع مجتبائی دہلی کے منشی ممتاز علی میرٹھی نے ۱۲۹۸ھ میں جب مترجم قرآن شائع کیا تو اس کے حاشیہ پر اس لغات القرآن کو بھی طبع کیا۔[43]

صاحبِ قاموس کے قول کے مطابق اُنہوں نے اپنی اس کتاب کی تیاری میں جن کتب سے زیادہ مدد لی، ان میں القاموس المحیط فیروز آبادی، صحاح العربیۃ الجوہری، مفردات القرآن امام راغب الاصفہانی قابل ذکر ہیں، تاہم وہ ان کے حوالے نہیں دیتے۔ البتہ جس جگہ وہ کسی لفظ کی تفسیری بحث کرتے ہیں وہاں ماخذ تفسیر کا ذکر ضرور کرتے ہیں۔ اس ضمن میں موصوف نے سب سے زیادہ حوالے علامہ شبیر احمد عثمانی کی تفسیر کے دیئے ہیں۔ اگر ہم ذکر کریں قاموس کی ترتیب معجمی کے تو صاحبِ قاموس نے اس لغت کے قرآنی الفاظ کو حروفِ تہجی کی ترتیب پر جمع کیا ہے۔ اس لیے کسی بھی لفظ کی تلاش میں اس کا مادہ وغیرہ جاننے یا دیکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس کے بعد آسان اُردو زبان میں لفظ کے معنی لکھے گئے ہیں، ساتھ ہی اس لفظ کی صرفی اور نحوی تشریح بھی کی گئی ہے اور اس بات کا التزام بھی کیا گیا ہے کہ ہر مشتق کا مصدر بھی دیا جائے۔ صیغہ کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔ بسا اوقات موصوف طویل تشریحی نوٹ بھی دیتے ہیں جس کی وجہ سے یہ لغت محض قرآنی لغت نہیں بلکہ ایک تفسیری لغت معلوم ہوتی ہے، کیونکہ بعض جگہ یہ نوٹ کئی کئی صفحات کو محیط ہیں۔ یہ نوٹ اگرچہ معلومات میں اضافے کا باعث تو بنتے ہیں تاہم ان کی وجہ سے یہ کتاب، قاموس کی بجائے اچھی خاصی تفسیر محسوس ہونے لگتی ہے، جیساکہ کلمۃ: "لَاتُسْرِفُوْا" کے ذیل میں لکھتے ہیں: "لَاتُسْرِفُوْا": تم اسراف نہ کرو۔ یہ فعل مضارع جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے۔ اور اسکا مصدر "اِسْرَاف" ہے۔ امام راغبؒ لکھتے ہیں کہ "اِسْرَاف" کے معنی ہیں: کسی کام میں حد سے تجاوز

کرنا۔ اگرچہ انفاق "خرچ کرنا" میں حد سے تجاوز کرنے کے معنی میں زیادہ مشہور ہے۔ یہ حد تجاوز مقدار کے اعتبار سے بھی ہو سکتا ہے۔یعنی ضرورت سے زیادہ خرچ کرے اور کیفیت کے اعتبار سے بھی بے موقع خرچ کرے۔[44]

معجم القرآن اردو

یہ کتاب جناب سید فضل الرحمٰن نے قرآن کریم کی آسان ترین ڈکشنری ہے, جس سے ہر عام وخاص استفادہ کر سکتا ہے, جس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ لفظ کہاں کہاں اور کس کس معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔ اس کتاب میں یہ اہتمام بھی کیا گیا ہے کہ مبتدی بھی مطلوبہ الفاظ کے معنی تلاش کر سکے, اس لئے کہ اس میں الفاظ مادے کی صورت میں درج نہیں کیے گئے بلکہ جو لفظ جس شکل میں قرآن کریم میں آیا ہے اسی شکل میں لغت کا حصہ بنا دیا گیا ہے. اردو میں اس نوعیت کی یہ پہلی لغت ہے[45]

لسان القرآن:

یہ کتاب مولانا محمد حنیف ندویؒ کی تالیف ہے جو اہل حدیث مکتبِ فکر کے نمائندہ ہیں۔ لسان القرآن پہلی مرتبہ ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی۔ جسے معروف علمی ادارہ ثقافت اِسلامیہ، لاہور نے اہتمام سے شائع کیا۔ جناب ندوی صاحب نے "لسان القرآن" میں قرآنی الفاظ کے معانی کے تعین کے لیے تین پیمانے مقرر کئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"ہمارے نزدیک فکروتدبر کے تین پیمانے ہیں جو قرآن فہمی کے لیے از حد ضروری ہیں: ۱- عصر نبوت کا استحضار ۲- زبان عربی پر کامل عبور ۳- قرآنِ حکیم سے بدرجہ غایت محبت وشغف۔" عصر نبوت کے استحضار کا مطلب اس دور کو سامنے رکھنا ہے جب قرآن نازل ہو رہا تھا اور ایک معیاری اسلامی معاشرہ کی تشکیل کر رہا تھا۔ اُنہوں نے جن کتب سے اِستفادہ کیا ان میں تاج العروس، لسان العرب، مقاییس اللغۃ، اَساس البلاغۃ اور مفرداتِ امام راغب اصفہانی سرفہرست ہیں۔ ان کا طریق کار یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے ہر لفظ کے مادہ کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر اس کے مشتقات اور طرق اِستعمالات و محاورات کو بیان کرتے ہیں اور اس کے بعد متعین اور راجح معانی کو واضح کرتے ہیں۔ اُنہوں نے جس تفسیری ادب کو سامنے رکھا، جن کتب سے مدد لی ان میں ابو الفراء اسمٰعیل حافظ ابن کثیر کی تفسیر القرآن جسے عموماً تفسیر ابن کثیر کہا جاتا ہے اور تفسیر کبیر علامہ رازی اور زمخشری کی کشّاف زیادہ راجح ہیں۔ ایک اور بات اُنہوں نے لکھی جو ان کے فکری حصار کا بھی پتہ دیتی ہے۔ نیز ان کی فکری آزادی کی نشاندہی بھی کرتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"ہم ڈرتے ڈرتے اس حقیقت کے اظہار میں بھی کوئی باک محسوس نہیں کرتے کہ صوفیا کبار، اہل اللہ اور ائمہ اہل بیت نے کہیں کہیں جو تفسیر و تعبیر کے جام وسبو چھلکائے ہیں، ان کو بھی ہم نے چکھا اور برتا ہے"۔

مولانا محمد حنیف ندوی اپنی کتاب لسان القرآن میں مآخذ کے چار مدارج قائم کرتے ہیں: ۱- کتاب وسنت کی تصریحات ۲- صحابہ کرام و تابعین سے منقول توضیحات ۳- آیت کا سیاق وسباق ۴- مستند تفاسیر و کتب احادیث ۵- کتبِ لغت اس حوالے سے وہ لکھتے ہیں: لسان القرآن کی ترتیب میں ہم نے مآخذ سے اس نہج پر استفادہ کیا ہے کہ اوّلاً زیر بحث لفظ کے بارے میں قرآن وسنت کی تصریحات پر نظر ڈالی جائے۔ اس کے بعد یہ دیکھا جائے کہ صحابہ و تابعین سے اس لفظ کی تفسیر و توضیح کے سلسلے میں کیا منقول ہے اور خدانخواستہ اگر صحابہؓ و تابعینؒ سے بھی جستجو کے باوجود کوئی واضح اور متعین مفہوم سمجھ میں نہ آئے تو آیت کے سیاق وسباق سے رہنمائی حاصل کی جائے اور اس امر کی چھان بین کرلی جائے کہ یہ قرآنِ حکیم میں کہاں کہاں اور کن معانی کے لیے استعمال ہوا ہے۔ مزید برآں ہم نے زیر غور تشریح کے ضمن میں مستند تفاسیر، کتبِ اَحادیث اور اُمہاتِ لغت سے بھی خاصی مدد لی ہے۔" عصر نبوت کے استحضار کا مطلب، ان کے نزدیک یہ ہے کہ نزول قرآن کے زمانے کے حالات وواقعات کو سامنے رکھنا، کیونکہ وہ زمانہ اور قرآن آپس میں چولی

دامن کا ساتھ رکھتے ہیں۔ اس لیے دونوں کے باہم تعلق اور ماحول کو سامنے رکھے بغیر قرآن فہمی ممکن ہی نہیں رہتی۔ اسی طرح عربی زبان پر کامل عبور بھی ضروری ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ "عربی زبان پر عبور کے معنی یہ ہیں کہ اہل علم یہ جان سکیں کہ قرآن جس زبان میں نازل ہوا ہے، اس کا مزاج کیا ہے۔ اس کی 'صرف' کیا ہے، اس کی 'نحو' کا انداز کیا ہے اور وہ احکام، عقائد اور مسائل کو کس نہج سے پیش کرتا ہے، اس میں تشبیہ، استعارہ اور کنایہ کا کہاں کہاں استعمال ہوا ہے۔ یہ واضح رہے کہ جب تک ہم زبان دانی کی اُس سطح پر آشنائی پیدا نہیں کرتے جس پر قرآنِ کریم اپنے مخصوص اُسلوب اور پیرایۂ بیان کے لحاظ سے فائز ہے اور اس زبان کے تیور اچھی طرح سمجھ نہیں پاتے، قرآنِ حکیم کے مطالب و دقائق تک ہماری رسائی ممکن نہیں۔ "وہ مزید لکھتے ہیں: "عربی زبان کی اہمیت، عظمت اور طرف طرازیوں کو جاننا ہمارے نزدیک اس لیے ضروری ہے کہ ہم عربی زبان کو صرف قالب یا فہم ادراک کا ایک ذریعہ اظہار ہی قرار نہیں دیتے بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ قرآنِ حکیم میں مطالب و معانی کا جو بحرِ بے کراں موجزن ہے اس کو عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں اَدا ہی نہیں کیا جا سکتا ہے"۔[46] فاضل مؤلف لسان القرآن میں ان مذکورہ مدارج کا خوب خیال رکھتے نظر آتے ہیں اور کسی لفظ کے معانی متعین کرتے ہوئے ان مدارج سے باہر نہیں نکلتے۔ چنانچہ لفظ: "جَسَد" کی بحث میں لکھتے ہیں: "وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ"[47] ترجمہ: "اور ہم نے سلیمان کو امتحان میں ڈالا اور ہم نے ان کے تخت پر ایک اَدھورا جسم لا ڈالا۔ پھر انہوں نے اللہ کی طرف رجوع کیا" اس آیت کی تفسیر میں سلف سے متعدد روایات مذکور ہیں جو سراسر اِسرائیلیات کے قبیل سے ہیں اور ایسی ہیں کہ جن سے نبوت کا تصور بری طرح مجروح ہوتا ہے۔ چنانچہ ابنِ کثیر، ابنِ حزم، قاضی عیاض، علامہ عینی اور دوسرے ائمہ اَحادیث و تفسیر رحمہم اللہ نے اُنہیں خرافات قرار دیا ہے۔ قرآنِ حکیم سے صرف اتنا پتا چلتا ہے کہ اس واقعہ کا تعلق حضرت سلیمان کی آزمائش و ابتلا سے تھا اور جونہی حضرت سلیمان کو اس آزمائش میں اپنی خطا اجتہادی پر تنبیہ ہوئی، آپ بارگاہِ الٰہی میں جھک گئے اور مغفرت چاہی۔ اس آزمائش کی تفصیلات نہ قرآن نے بیان کی ہیں اور نہ احادیث میں اس کا کوئی تذکرہ ملتا ہے۔ اس لیے صرف اس نکتہ پر اکتفا کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کو طرح طرح سے آزماتا رہتا ہے اور یہ مقربین ایسے ہیں کہ اگر ان سے اس اثنا میں کوئی بھول چوک ہو جائے تو مغفرت، توبہ اور انابت الی اللہ سے اس کی تلافی کا اہتمام کرتے ہیں"۔[48]

کتب اعلام القرآن الکریم:

اس موضوع پر بڑی کتب تحریر کیں گئیں ہیں جیسا کہ مولانا ابو الجلال ندوی کی مایہ ناز تصنیف "اعلام القرآن"۔ آپ کا وطن اعظم گڑھ تھا۔ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے فراغت پائی۔ ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۸ء تک دار المصنفین میں رہے۔ ۱۹۴۶ء میں دوبارہ واپس آئے۔ آزادی کے کچھ عرصہ بعد پاکستان چلے آئے تھے، اور یہاں ہی ان کا انتقال ہوا۔ عبرانی، عربی، اردو، انگریزی، ہندی اور سنسکرت میں مہارت رکھتے تھے۔ مخطوطہ شناسی میں مہارت رکھتے تھے۔ انھوں نے دار المصنفین میں رہ کر 'اعلام القرآن' کے نام سے ایک پروجکٹ پر کام کیا تھا۔ اس کا تعارف ذیل میں کرایا جاتا ہے: مولانا ابو الجلال ندوی دار المصنفین میں دوبارہ واپس گئے تو ان سے 'اعلام القرآن' پر کام کرنے کو کہا گیا۔ اس سلسلے میں مولانا سید سلیمان ندوی صاحب نے اس وقت کے ناظم شاہ معین الدین احمد ندوی کو لکھا تھا 'جناب ابو الجلال صاحب اعلام القرآن کے نام سے ایک کتاب لکھنا شروع کریں۔ اللہ اور آدم سے لے کر 'یا' تک سب اعلامِ قرآن جمع کریں اور ان کی لغوی و تاریخی تحقیق کریں۔ سارے انبیائ، ملائکہ، اصنام، کفار، صحابہ، مقامات، کتب، غرض سب اعلام

آجائیں۔" مگر یہ اہم علمی منصوبہ پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔اس موضوع پر مولانا نے جو چند مقالات معارف میں لکھے تھے جو بعد میں ایک کتاب کی شکل اختیار کر گئے۔

مقالہ کا خلاصۃ اور نتائج:

اس میں کوئی شک نہیں کہ انسانی ثقافتوں کی ترقی کے ساتھ جہاں انسان نے دوسرے پہلوؤں میں ترقی کی وہیں بنی نوع انسان نے اپنے گویائی کے مختلف پہلوؤں کو متعدد جوانب میں پڑھا اور اقوام عالم نے قدیم زمانہ سے اپنی زبانوں کے رموز و کلمات اور ان کے معانی واسالیب اور ان کے استعمالات کو اپنے اذہان میں اور پھر مختلف کتابوں کی صورت میں مدون کیا اس سلسلے میں جن اقوام نے زیادہ کوشش کی ان میں سرفہرست یونان ہنود اور انکے کے بعد چائینیز مصری اور عرب ہیں۔ اس ضمن میں ظہور اسلام کے بعد برصغیر پاکستان وہندوستان کے مسلم محققین نے خاص طور پر اردو دان طبقہ کی قرآن فہمی کے لیئے قرآنی معاجم کی تدوین کی ابتداء کی۔ اس تحقیقی مقالے نے چند مشہور قرآنی اردو معاجم کا مختصر تعارف دیا ہے تا کہ ہر عام وخاص کو فائدہ ہو۔ مزید بر آں اس تحقیقی مقالے میں ان معاجم کے تعارف اور خصائص وامتیازات کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل نتائج بھی اخذ کیے ہیں جنکو مختصرا بیان کیا جاتا ہے۔

1- یہ کہ اردو معاجم قرآنی سے مراد وہ معاجم ہیں جو برصغیر پاکستان وہندوستان کے مسلم محققین نے اردو دان طبقہ کی قرآن فہمی کے لیئے تحریر کیں اور وہ قرآنی کلمات کو اردو میں مفصلا بیان کرتیں ہیں۔

2- یہ کہ اردو معاجم قرآنی کی تدوین کئی اسباب کی بناء پر معرض وجود میں آئی جن میں دینی، اجتماعی اور ثقافتی اسباب سرفہرست ہیں۔

3- اردو معاجم قرآنی اپنی انواع کے اعتبار سے کئی ناموں سے جانی جاتی ہیں مثلا: معجم، لغت، قاموس۔

4- ان معاجم کو مختلف مناہج کے اعتبار سے تحریر کیا گیا ہے ، جن میں منہج الالفبائی اور منہج الابجدی سرفہرست ہیں یا پھر ترتیب قرآنی سورتوں کی مناسبت سے ہوگی۔ اور یہ تمام مناہج مدرسہ المبانی کے تحت آتے ہے۔

5- ان معاجم کے اہداف میں سب سے اہم ہدف قرآنی کلمات کی حفاظت اور ان کی تشکیل، ان کے معانی ومفاہیم کا بیان اور استعمالات کے طریقوں کو اردو میں بیان کرنا ہے۔

نوٹ: اردو معاجم قرآنی کے چند عیوب عموما۔

1- یہ کہ بعض نقادوں نے اردو معاجم قرآنی کے مدارس اور مناہج پر تعدد اور اختلافات ہونے کی وجہ سے مشکل قرار دیا ہے۔

2- بسا اوقات کلمات قرآنی کی ترتیب میں ردوبدل کرنا اور ان کو اپنی اصل حالت میں ذکر نہ کرنا بھی اردو معاجم قرآنی کے عیوب میں سے ہے۔

3- بعض اردو معاجم قرآنی میں ضخامت کی زیادتی بھی ان لغات کے عیوب میں سے سمجھی جاتی ہے۔

4- بعض نقادوں نے اردو معاجم قرآنی میں اسماء واعلام کی کثرت کو بھی ان معاجم کے عیوب میں سے قرار دیا ہے۔

5- ان معاجم میں سے اکثر کا بہت مختصر ہونا بھی ان کے عیوب میں سے ہے۔

6- بعض نقادوں نے ان معاجم میں کچھ کلمات کی زیادہ شرح جبکہ کچھ کی مبہم شرح کو افراط و تفریط قرار دیتے ہوئے ان معاجم کے عیوب میں شامل کیا ہے جن سے عدم توازن لازم آتا ہے۔

توصیات البحث: اگرچہ اردو معاجم قرآنی میں لاتعداد خصوصیات کے ساتھ ساتھ کچھ عیوب بھی پائے جاتے ہیں جن کی طرف اس تحقیقی مقالے میں قارئین کی توجہ مبذول کرائی گئی ہے یہاں پر چند توصیات کا ذکر کرنا ضروری ہو گا جو کہ مندرجہ ذیل میں ہے۔

1- یہ کہ مشکل کلمات کی اردو میں وضاحت کے لیے آسان اور سلیس اردو عبارات کا استعمال کیا جائے تاکہ قارئین مشکل سے آسانی کی طرف آئیں۔

2- کسی بھی قرآنی معجم کو لکھنے سے پہلے اس کے منہج اور طریقہ کار کو اس کے مقدمہ یا تمہید میں مفصلا ذکر کر دیا جائے تاکہ قارئین اردو معاجم قرآنی کو پڑھنے سے پہلے ان کے طریقہ کار کو ذہن نشین کر لیں۔ اور استفادہ میں ان کو مکمل مدد فراہم ہو سکے۔

3- اردو معاجم قرآنی کی ضخامت کو نسبتا کم رکھا جائے نہ کہ اس کو بہت سی جلدوں میں متفرق کر دیا جائے۔

4- اردو معاجم قرآنی میں کلمات کے مشہور و معروف معانی کا ذکر کیا جائے تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

5- اردو معاجم کلمات قرآنی کا مفہوم اور ان کے خصائص کے وغیرہ کا ذکر اختصارا کیا جائے۔

6- شواہد کی کثرت سے اجتناب کر کے کلمات قرآنی کے معانی و مطالب کو اردو میں واضح کیا جائے اور ضرورت پڑنے پر متداول استشہاد کے شواہد میں کسی ایک سے استعمالات کا استدلال کیا جائے۔ تاکہ تکرار لازم نہ آئے۔

7- اردو معاجم قرآنی میں افعال و اسماء اور حروف، مجرد و مزید، لازم و متعدی، عام و خاص، حقیقہ و مجاز، مفرد و تثنیہ و جمع، مذکر و مؤنث کو مختصرا بیان کیا جائے تاکہ قارئین تذبذب کا شکار نہ ہوں۔ اور اپنے مطلوب تک بآسانی پہنچ کر معاجم قرآنی سے مستفید ہو سکیں۔

8- یہ تمام وہ نتائج و عیوب اور توصیات البحث ہیں جو کہ اس مختصر تحقیق کو تلخیص کرتی ہیں تاکہ اردو طبقہ اور قارئین اس پیپر سے بآسانی مستفید ہو سکیں۔

حواشی وحوالہ جات

1 غریب، مشکل اور امثالِ قرآن جیسے الفاظ سے مراد وہ اصطلاحات نہیں ہیں کہ جن سے عام طور پر غیر مانوس لہجات سمجھے جاتے ہیں۔ قرآن میں غیر فصیح لغات اور غیر مفہوم مفردات نہیں پائے جاتے، کیونکہ ایسے کلمات کا وجود قرآنی نص کے معجز اور بلیغ پہلوؤں سے مغایر ہے۔ بلکہ علماء کے نزدیک مصطلح:"غریب القرآن" سے ان کے ہاں مشکل مفاہیم ہیں یا وہ مطالب اور تراکیب ہیں جو مختلف افراد اپنی معلومات اور ذہنی سطح کے مطابق تعبیر کرتے ہیں علوم قرآن کے علماء نے مشابہ آیات اور الفاظ کے تقابل اور روایات کی مدد سے الفاظ قرآن کے حقیقی معنی کو بیان کرنے کوشش کی ہے تاکہ ہر کوئی اپنے سلیقہ کے مطابق خاص معنی استنباط نہ کرے اور الفاظ قرآن کے حقیقی معانی سے جو فہم آیات کے لئے مقدمہ ہے سے روگردانی نہ کرے۔ قرآن میں مختلف قبائل کے لہجے اور لغات موجود ہیں اور تمام قبائل الفاظ سے یکساں استفادہ نہیں اٹھاتے اور یہ بات مسّلم ہے کہ ہر لغت کا ماہر اپنی اصطلاح کو دوسروں سے صحیح تر استعمال کرتا ہے بنابریں ایک قبیلہ کی لغت دوسرے قبیلہ کے لئے غریب اور غیر مانوس تصور ہوگی۔ غریب القرآن پر اب تک بہت سی کتب لکھی جاچکی ہیں۔ اس موضوع پر سب سے پہلے جس شخصیت نے توجہ دی وہ ابن عباس ہیں۔ وہ غریب القرآن کی تشریح کے سلسلہ میں شعر اور کلام عرب سے استشہاد میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے بعد اکابر مفسرین علماء نے اس موضوع پر متعدد کتب تصنیف کیں جن میں سرفہرست حسن محمد دامغانی کی کتاب اصلاح الوجوہ والنظائر فی القرآن الحکیم جو کہ دارالعلم بیروت سے نشر ہوہی۔ اسی طرح ابوالفرج بن جوزی عبدالرحمن بن علی وفات ۵۹۸ کی کتاب: الاریب عافی القرآن من الغریب، ابن ذرعہ عراقی وفات ۸۰۶ کی کتاب: الفیہ فی تفسیر الفاظ القرآن اور ابو بکر محمد بن حسن معروف بہ نقاش موصلی وفات ۳۵۱ الاشارہ فی غریب القرآن وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

2 مصطلح "مجاز" سے مراد معمر بن مثنیٰ کے نزدیک جیسا کہ کتاب متن اور مصنف کے انداز تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے الفاظ کے معانی اور لغات کے مفاہم بیان کرنے کی کوشش کی ہے اسکی نظر الفاظ کی تفسیر پر تھی نہ کہ بلاغت وغیرہ کے مسائل بیان کرنے پر سید احمد صفر غریب القرآن، معافی القرآن اور مجاز القرآن کو ایک دوسرے کے مترادف قرار دیتے ہیں کہ ابوعبیدہ نے کوشش کی ہے کہ شعراء عرب کے اشعار کا حوالہ اور مستعمل لغات سے استشہاد کرکے قرآن کے الفاظ کے معانی بیان کرے مجاز القران لکھنے کی وجہ پر غور وفکر کرنے پر حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ یہ ایک بلاغت کی کتاب نہیں ہے اور اسے ایسا سمجھنے والے غلطی پر ہیں ابراہیم بن اسماعیل کاتب، فضل بن ربیع کی محفل میں ابوعبیدہ کی موجودگی میں ۱۸۸ ہجری میں آیت "طَلعُهَا كَانَّہٗ رَكُوسُ الشِّیاطِینِ" کا معنی غلط بیان کرتے ہیں ابوعبیدہ بصرہ واپسی پر کتاب مجاز القرآن تحریر کرتے ہیں اور الفاظ کے استعمال اور لغات کے معانی کرنے کا طریقہ بیان کرتے ہیں وہ اپنی کتاب کو ابراہیم بن اسماعیل کاتب کی "امثال" کے لئے راہنمائی قرار دیتے ہیں۔ ابوعبیدہ کا طریقہ کار یہ ہے کہ کسی ایک لغت کا معنی قرآن کی دیگر لغات سے بیان کرتا ہے اور اپنے دعویٰ کے اثبات کے لئے آیات یا آیات کو شاہد کے طور پر پیش کرتا ہے وہ شاہد اور گواہ بیان کرتے وقت اور استشہاد کے لئے پیش کئے گئے معنی کے اظہار کے وقت کہتا ہے کہ "مجازہ" پس کلمہ مجاز، مصطلح مجاز کے معنی کے طور پر نہیں ہے جو حقیقت ومجاز کے مقابل میں ہے بلکہ اس لفظ کے استعمال سے اسکی مراد متعلقہ لغت کے معنی کا بیان کرنا ہے۔

3 جب ایک لفظ مختلف مواقع پر مختلف معانی میں استعمال ہو تو اس کے ہر ایک معنی کو "وجہ" اور تمام معانی کو "وجوہ" کہتے ہیں۔ چونکہ اکثر الفاظ مختلف معانی میں استعمال ہوتے ہیں لہذا انہیں "وجوہ القرآن" کے نام سے یاد کیا کرتے ہیں پس "وجوہ القرآن" نے مراد ہے قرآنی الفاظ میں ہر ایک کا مختلف اور انکی مختلف تعابیر وجوہ القرآن پر لکھی جانے والی کتاب سیوطی اور زرکشی کے بقول) مقاتل بن سلیمان (متوفی ۱۵۰ ہجری) کی "الوجوہ والنظائر" ہے اس کے بعد دوسروں نے اس موضوع پر مستقل کتابیں تحریر کی ہیں اور بعض نے جیسے زرکشی اور سیوطی نے اُسے اپنی کتاب علوم القرآن ہی کا ایک باب قرار دیا ہے کے سیوطی وجوہ اور نظائر کی معرفت میں، نوع نمبر ۳۹ میں کہتے ہیں کہ میں نے اس فن میں ایک کتاب بنام "معترک الاقرآن فی مشترک القرآن" لکھی ہے اس فن میں متعدد کتب کے لکھے جانے کی وجہ اور وجوہ القرآن میں تحقیق کرنے کا اتنا شوق وذوق ادبی پہلو اور قرآن کی اعلیٰ تعلیمات سے تعارف ہے۔

(4) وہ علماء جنہوں نے معانی القرآن پر مستند تصانیف تحریر فرمایں ان میں سرفہرست واصل بن عطاء أبو حذيفة الغزال 131، أبو سعيد أبان بن تغلب بن رباح الجريري البكري ت 141ه، أبو جعفر محمد بن الحسن بن أبي سارة الرؤاسي الكوفي، أبو عبد الرحمن يونس بن حبيب الضبيّ البصري ت 183ه أو182ه، أبو الحسن علي بن حمزة بن عبد الله بن بهمن بن فيروز الأسدي **۱۸۹ھ** ، أبو فيد مؤرج بن عمرو بن الحارث السدوسي البصري 195ه، أبو علي محمد بن المستنير قطرب ت 206ه، أبو زكريا يحيى بن زياد الفراءت 207ه، أبو عبيدة، معمر بن المثنى التيمي البصري، **النحوي** ت 210ه- 211ه، أبو الحسن سعيد بن مسعدة الأخفش الأوسط 215ه-221ه، أبو عبيد القاسم بن سلام اللغوي الفقيه **المحدث ت** 224ه، عبد الله بن مسلم بن قتيبة أبو محمد الدينوري ت 276ه، أبو إسحاق إسماعيل بن إسحاق بن إسماعيل بن حماد بن زيد بن درهم الأزري ت 282ه، محمد بن يزيد بن عبد الأكبر أبو العباس المبرد، ت 285ه، أحمد بن يحيى بن يزيد الشيباني أبو العباس ثعلب ت 291ه، أبو محمد الحسن بن محمد بن أحمد بن كيسان الحربي **ت 299ه**، المفضل بن سلمة بن عاصم أبو طالب **اللغوي الكوفي ت** حوالي 300ه، أبو إسحاق إبراهيم بن محمد بن السري الزجاج البغدادي 311 ه، محمد بن أحمد بن منصور أبو بكر بن الخياط النحوي ت 320، محمد بن عثمان بن سبح أبو بكر الشيباني، عبد الله بن محمد بن سفيان الخزاز أبو الحسن النحوي، ت 327ه أو 328ه، أبو الحسن علي بن

عيسى بن داود الجراح الوزير ت 324ه، أبو جعفر أحمد بن محمد بن إسماعيل بن يونس النحاس المرادي **المصري النحوي** ت 337ه أو 338ه، أبو محمد عبد الله بن جعفر بن درستويه بن المرزبان، ت 347ه، محمد بن الحسن بن محمد بن زياد بن هارون بن جعفر بن سند أبو بكر النقاش **الموصلي المقرئ المفسر** ت 351ه، محمد بن عبد الله بن محمد بن أشته أبو بكر الأصبهاني ت 370ه، الحسن بن أحمد بن عبد الغفار بن سليمان أبو علي الفارسي، **المعتزلي** ت 377ه، مكي بن أبي طالب حموش بن محمد بن مختار أبو محمد القيسي القيرواني الأصل ت 437ه، نجم الدين أبو القاسم محمود بن أبي الحسن ين الحسين النيسابوري **القزويني الغزنوي**

[5] اگر ہم تراث اسلامی کا بغور مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ مفردات القرآن پر جن لوگوں نے کام کیا ان میں امام راغب اصفہانی اور عبد الحمید الفراہی مفردات القرآن عربی زبان میں، اور اردو زبان میں مولانا شمس الحق شہاب زئی کی کتاب مفردات القرآن قابل ذکر ہیں۔

[6] ابن خلکان، تاریخ ابن خلکان المعروف وفیات الاعیان وابناء الزمان، (نفیس اکیڈیمی اردو بازار کراچی) 1/51

ابو اسحاق ابراہیم بن محمد السّری بن سہل الزجاج النحوی، آپ کی ولادت 241ھ 855ء بغداد میں ہوئی اور آپ نے قرآن کریم کے معانی کے بارے میں کتاب لکھی ہے۔ آپ نے مبرد اور ثعلب سے ادب سیکھا ہے۔ آپ شیشہ گری کیا کرتے تھے۔ پھر اسے چھوڑ کر ادب میں اشتغال کیا اور اسی کی طرف منسوب ہو گئے۔ آپ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے: 1۔ معانی القرآن 2۔ کتاب خلق الانسان 3۔ کتاب فعلت وافعلت 4۔ کتاب الاشتقاق 5۔ کتاب العروض 6۔ کتاب القوافی 7۔ کتاب الفرق 8۔ کتاب خلق الفرس 9۔ کتاب مختصر فی النحو 10۔ کتاب ماینصرف ومالاینصرف 11۔ کتاب ابیات سیبویہ (یہ کتاب ابیات سیبویہ کی شرح ہے)۔ 12۔ کتاب النوادر 13۔ کتاب الانواء 14۔ تفسیر جامع المنطق 15۔ مختصر النحو 16۔ کتاب الآمال ہیں۔ آپ نے 19 جمادی الآخری 311ھ 923ء کو جمعہ کے روز بغداد میں وفات پائی ہے۔ آپ کی عمر 80 سال سے زیادہ تھی۔

[7] ابوزکریا المعروف الفراء نحوی علم نحو اور عربی ادب کے امام تصور کیے جاتے ہیں۔ یہ امام الکوفین اور امیر المؤمنین فی النحو کے لقب سے ملقب ہیں۔ پورا نام یحیی بن زیاد بن عبد اللہ بن منظور الدیلمی، مولی بنو اسد (بنو منقر) کنت أبو زکریاء، اور معروف الفراء نحوی ہے امام فراء کوفہ میں 1130ھ 761/ء میں پیدا ہوئے پھر بغداد منتقل ہوئے مامون الرشید کے زمانے میں شہزادوں کی تربیت کے لیے وہاں رہے آخری ایام میں دوبارہ کوفہ آگئے۔ لیکن وفات مکہ حج کے لیے جاتے ہوئے ہوئی علم نجوم اور علم طب کے ماہر تھے ان کا رحجان معتزلہ کی طرف ہے۔ امام ثعلب کہتے ہیں اگر فراء نہ ہوتے تو لغت کسی کو نہ سمجھ آتی۔ آپکی کی وفات 207ھ 822/ء میں حج کے لیے جاتے ہوئے ہوئی۔ آپ نے بہت بڑا ذخیرہ تصنیفات چھوڑا جس میں سب سے اہم مندرجہ ذیل ہیں: المقصور والممدود، المعانی اس کا نام معانی القرآن ہے۔، المذکر والمؤنث–، اللغات–، الفاخر–في الأمثال۔، ماتلحن فيه العامة، آلة الكتاب، الأيام والليالي، البهي " ألفه لعبد الله بن طاہر، اختلاف أهل الكوفة والبصرة والشام في المصاحف، الجمع والتثنية في القرآن، الحدود " ألفه بأمر المأمون، مشكل اللغة

[8] ابن خلکان، تاریخ ابن خلکان المعروف وفیات الاعیان وابناء الزمان، ۲/۳۳۱

ابو الحسن سعید بن مسعدة المجاشعي بالولاء النحوی البلخي المعروف بالا خفش الاوسط۔ آپ بصرہ کے نحویوں میں سے ایک ہیں۔ اخفش اکبر، ابو الخطاب ہیں۔ نیز آپ اہل ہجر کے نحوی بھی تھے۔ اور ان کے موالی میں سے تھے۔ آپ کا نام عبد الحمید بن الحمید ہے۔ آپ اجلع تھے۔ اجلع وہ ہوتا ہے جس کے ہونٹ اس کے دانتوں پر منضم نہ ہوتے ہوں۔ اور اخفش، چھوٹی آنکھوں کے ساتھ کمزور نگاہ کو کہتے ہیں۔ آپ کو اخفش اصغر بھی کہا جاتا ہے اور جب علی بن سلیمان المعروف بالا خفش نمودار ہوئے تو آپ اخفش اوسط بن گئے۔ ابو عبیدہ اور سیبویہ وغیرہ نے آپ سے علم حاصل کیا ہے۔ اور اخفش اوسط مذکور عربی زبان کے ائمہ میں سے تھے۔ آپ نے سیبویہ سے نحو سیکھی ہے لیکن آپ اس سے بڑے تھے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ سیبویہ نے اپنی کتاب میں جو کچھ لکھا ہے اسے مجھ پر پیش کیا ہے۔ اور آپ کا یہ بھی خیال ہے کہ وہ نحو کو مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ اور آج میں اسے آپ سے بہتر جانتا ہوں۔ آپ نے قرآن مجیدن کے حوالے سے تفسیر معانی القرآن لکھی۔ ابو العباس ثعلب نے بحوالہ آل سعید بن سالم بیان کیا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ فراء سعید مذکور کے پاس آئے تو آپ انہیں کہنے لگے کہ اہل لغت اور اہل عربیت کا سردار تمہارے پاس آیا ہے تو فتراء نے کہا جب تک اخفش زندہ ہے اس وقت تک نہیں۔ اخفش نے عروض میں بحر الحبب کا اضافہ کیا ہے۔ اور آپ کی وفات 215ھ 830ء میں ہوئی۔

[9] ابو عبیدہ کا نام معمر بن مثنی ہے اور وہ علم کے سمندر ہیں۔۔۔۔ ان سے زیادہ کتاب اللہ اور سنت روسل اللہ کا جاننے والا نہیں پایا۔ 728ء تا 825ء، عربی قواعد کے ماہر تھے اور دور اول کے مسلمانوں میں سے ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبیدہ ہے اور وہ اسی نام سے مشہور ہوئے۔ ان کی ولادت بصرہ میں ہوئی اور وہیں وفات پائی۔ ابو عمر بن علاء بصری اور یونس بن حبیب کے شاگرد ہوئے۔ وہ ان تین ہمعصر علما میں سے ہیں جنہوں آپس میں خوب اختلاف کیا اور خوب جھگڑا کیا؛ وہ خود، ابوزید اور اصمعی۔ وہ ایک متنازع شخصیت تھے۔ ابن قتیبہ دینوری کا کہنا ہیکہ ابو عبیدہ غیر پسندیدہ عرب میں سے ایک ہیں۔ البتہ ان کے ہمعصر انہیں اپنے زمانہ کے بڑے علماء اور ماہر علوم وفنون مانتے ہیں۔ وہ زمانہ جاہلیت کے حالات کا بڑا علم رکھتے تھے اور عرب کے متعلق بہت معلومات رکھتے تھے- وہ شعوبیہ کی طرف مائل تھے۔ ابو عبیدہ کے والد باجروان کے یہودی تھے۔ باجروان فارس کا ایک علاقہ تھا۔ والد رنگ ریز تھے۔ اصمعی نے ان کو اس پر عار دلائی ہے۔ ہارون الرشید نے 188ھ میں انہیں بغداد بلایا اور ان سے علم حاصل کیا۔ جاحظ کا کہنا ہیکہ ابو عبیدہ سے زیادہ جامع علوم نہیں دیکھا۔ وہ اباضیہ شعوبیہ تھے۔ حافظ حدیث تھے۔ امام شمس الدین ذہبی لکھتے ہیں؛ ابو عبیدہ لسانیات کے امام

تھے۔ وہ مفردات القران کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ عربی زبان کے سب سے بڑے عالم اور عرب کے ایام جاہلیت سے سب سے بڑے آشنا تھے۔ ابن ہشام نے انہیں معانی قران کا امام مانا ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ابو عبیدہ قران صحیح سے نہیں پڑھ سکتے ہیں۔ وہ تلاوت میں غلطیاں کرتے تھے مگر معانی قران میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ وہ غریب اور نوادر الفاظ کے بھی معنی بتادیا کرتے تھے۔ ابن ندیم نے ان کی کتب کی تعداد 105 بتائی ہے۔ ان کی کتاب "کتاب الایام ابوالفرج اصفہانی کی کتاب الاغانی اور ابن اثیر جزری کی تاریخ کا منبع ہے۔۔ ان کی وفات بصرہ میں 825ء میں ہوئی۔

[10] ابن قتیبہ دینوری پیدائش 213 :ھ 828 /ء –وفات: یکم رجب 276 ھ 29 / اکتوبر 889 ء نویں صدی عیسوی کے مؤرخ تھے اور ان کی تاریخ کی کتاب معروف ہے۔ سن 889۔828 ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ الکوفی دینور کے قاضی تھے۔ ان کو اکثر اوقات قتیبیا اور قتبی بھی کہتے ہیں۔ کوفہ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں نشو نما ہوئی۔ اور تعلیم پائی اور پیدائش کی نسبت سے کوفی اور والد کی پیدائش کے لحاظ سے انھیں مروزی بھی کہا جاتا ہے۔ بغداد کے نجومی دبستان کے نمائندہ سمجھے جاتے تھے۔ انھیں جاحظ کی طرح مختلف علوم وفنون میں دستگاہ تھی۔ لیکن اس کے برخلاف درایت کی بجائے روایت کے حامی تھے۔ قرآن اور حدیث کی روشنی میں مذہبی عقائد کو دیکھتے تھے۔ ان کی کئی کتابیں معیاری ہیں۔ وہ شعوبی یعنی محدود قومیت کے مخالف تھے۔

دائرۃ المعارف بریطانیکا آن لائن آئی ڈی — https://www.britannica.com/biography/Ibn-Qutaybah :بنام Ibn :
— Qutaybah اخذ شدہ بتاریخ: 2020-8-28 — عنوان Encyclopædia Britannica :

[11] ابو عمرو اسحاق بن مرار الشیبانی، کتاب الجیم، تحقیق: الابراہیم الابیاری، (الھیئۃ العامۃ لشئون المطابع الأمیریۃ، القاہرہ، ۱۹۹۴)، ۱/ ۲۔

ابو عمرو اسحاق بن مرار الشیبانی 110-206ھ ایک گرامر دان اور عربی زبان کے عالم تھے، انھیں عربی زبان کے مفردات کا حافظ اور ایک قابل اعتماد راوی سمجھا جاتا تھا ۔ انھیں شاعری میں دلچسپی تھی کیونکہ اس نے اسی سے زیادہ قبائل کی نظمیں اکٹھی کیں۔ ابو عمرو 110 ہجری میں پیدا ہوا اور کوفہ میں آباد ہوا تھا، جو ایک غیر ملکی تھا، جس کی والدہ نوبتین تھیں، اور شعبان قبیلے سے قربت کے بعد، اس نے اس میں شمولیت اختیار کی اور اسی وجہ سے ان کا نام شعبانی مشہور ہو گیا۔ پھر وہ بغداد چلا گیا اور آخری عمر تک وہیں رہا۔ ابو عمرو کا تعلق لغوی اعتبار سے کوفی مذہب سے تھا، آپ ایک اپنی ابتدائی عمر میں مناسب تلفظ سیکھنے کے لئے دیہی علاقوں میں کا سفر کرتے تا کہ عربی لغت کو اس کے علماع سے سیکھا جائے، اسی لئے آپ کے اساتذہ میں بہت سارے علمائے کرام ہیں جن میں سب سے مشہور ابو عمرو بن العلاء ہیں۔ اور آپ کے ذریعہ تربیت حاصل کرنے والے مشہور علمائے کرام میں سے: احمد بن حنبل، ابو عبید القاسم بن سلام، احمد بن یحیی الشعلب قابل ذکر ہیں۔

[12] شمس الدین محمد بن أحمد بن عثمان الذھبي، سیر أعلام النبلاء، الذھبي (مؤسسۃ الرسالۃ، النشر: 1422ھ-/ 2001)، ۱۵/ ۹۷۔

ابو بکر محمد بن حسن بن درید بن عتاھیہ ازدی بصری دوسی عرب کے مشہور نقاد، شاعر اور امام لغت تھے۔ انساب العرب، لغت اور شعر وشاعری میں بڑا نام پیدا کیا۔ بصرہ میں پیدا ہوئے۔ مختلف اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ 871ء میں عمان چلے گئے۔ بارہ سال یہاں قیام کیا اور بدوی عربوں سے زبان سیکھی۔ ازاں بعد ایران منتقل ہو گئے، یہاں عبد اللہ بن محمد بن میکال اور اس کے بیٹے ابو العباس اسماعیل کی مدح میں مشہور قصیدہ لکھا اور یہیں 297ھ میں مشہور عربی لغت الجمھرہ فی علم اللغہ مرتب کی۔ 308ھ بمطابق 920ء میں بغداد چلے آئے۔ آپ 23 رجب 321 ھ مطابق 19 جولائی 933 ء کو بغداد میں فوت ہوئے۔ مقبرہ خیزران میں تدفین کی گئی۔

[13] شمس الدین محمد بن أحمد بن عثمان الذھبي، سیر أعلام النبلاء، الذھبي، ۲۱/ ۱۱۴۔

ابو البرکات الانباری (513ھ۔577ھ آپ کے والد ہیں عبد الرحمٰن بن ابی الوفاAllah محمد بن عبید اللہ بن محمد بن عبید اللہ بن ابی سعید محمد بن الحسن بن سلیمان الانبری، گرامر عرف لسانیات، ادب اور تراجم کے ماہر تھے۔ آپ بغداد میں ہی مقیم تھے اور وہیں انتقال ہوا۔

[14] عبد الحق محدث دہلوی، تکمیل الایمان، (سبز واری پبلشر کراچی)، ۹-۲۰

امام راغب اصفہانی نے اس موضوع پر المفردات فی غریب القرآن' کے نام سے کتاب لکھی۔ جس کی افادیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ متعدد مفسرین کے علاوہ حافظ ابن حجر اور علامہ عینی جیسے شارحین حدیث اس سے استفادہ کرتے رہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ 'مفردات القرآن' کے نام سے ہدیہ ناظرین ہے۔ کتاب میں مؤلف نے پندرہ سونواسی مواد سے بحث کی ہے۔ قرآن کے بعض مواد متروک بھی ہیں لیکن وہ غیر اہم ہیں۔ انھوں نے اپنی کتاب کو حروف تہجی پر ترتیب دیا ہے۔ اور ہر کلمہ کے حروف اصلیہ میں سے اول حرف کی رعایت کی ہے۔ پہلے ہر مادہ کے جوہری مادہ متعین کرتے ہیں پھر قرآن میں مختلف آیات پر اس معنی کو منطبق کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مؤلف الفاظ کی تشریح کے سلسلہ میں اشعار و محاورات اور احادیث کو بھی بطور شواہد پیش کرتے ہیں اور بعض علمائے تفسیر ولغت کے اقوال بھی بطور تائید پیش کرتے رہتے ہیں اور بعض مقامات پر وضاحت کے لیے اختلاف قراءت کو بھی زیر بحث لائے ہیں۔ اس حوالے سے احمد حسن فرحات نے کتاب کی جو خصوصیات بیان کی ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ ۱- کلمۃ کی اصل ظاہر کرنا :-یعنی کلمہ کے اصل کا ایسا معنی بیان کر دینا جو اپنے تمام معانی کو شامل ہو، ایسا لگتا ہے کہ اصفہانی اس سلسلہ میں ابن فارس کی کتاب " معجم مقاییس اللغۃ" سے متاثر ہیں۔ ۲- استعارہ میں استعمال معانی کی تحقیق۔ ۳- صحیح معانی کی تحقیق :-یعنی کبھی کبھی انبیاء کے تعلق سے بعض ایسی باتیں آتی ہیں

کہ اس کی اگر اس کی تاویل کسی دوسرے معنی میں نا کی جائے تو نبی کی عصمت پر زد آسکتی ہے، اس لیے ایسی جگہوں پر اصفہانی ایک ایسا صحیح معنی تلاش کرتے ہیں جو نبی کی عصمت کے شایان شان ہو۔ ۴- ظنی اور غیر مراد معانی کی نفی :یعنی بعض مواقع پر بسا اوقات قاری کے ذہن میں ایک لفظ کے کئی کئی معانی آجاتے ہیں حالانکہ اصل معنی انکے علاوہ ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر اصفہانی ان تمام غیر مراد معانی کی نفی کر دیتے ہیں اور لفظ کے مناسب معنی کی وضاحت کر دیتے ہیں، جیسے کہ لفظ خوف (ڈرنا) کے تعلق سے اصفہانی نے الخوف من اللہ (اللہ سے ڈرنا) لکھاہے۔ یعنی عام طور سے جو ڈرنا سمجھا جاتا ہے وہ مراد نہیں ہے، جیسے شیر سے ڈرنا۔ یہاں اللہ سے ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی نافرمانی سے بچا جائے اور اس کی اطاعت کی جائے۔ ۵- قواعد کلیہ : بہت سے مقامات پر اصفہانی بعض کلمات کی تشریح کرتے ہوئے قاعدہ کلیہ بیان کر دیتے ہیں، یعنی اس کلمہ کے قرآنی استعمال کی تحقیق پیش کرتے ہیں۔ مثلا :کہتے ہیں لفظ "تبارک" قرآن میں جہاں بھی استعمال ہوا ہے وہ اللہ کی خیر کی صفات کے ساتھ خاص ہے۔ ٦- قواعد اکثریہ :بعض جگہوں پر اصفہانی یہ وضاحت کر دیتے کہ یہ لفظ اس معنی میں اکثر استعمال ہوتا ہے، تاکہ اس کے کلی معنی کی نفی ہو جائے۔ مثلا :لکھتے ہیں لفظ "سعي" کا زیادہ تر استعمال قابل تعریف احوال کے لیے ہوتا ہے

15 شاہ عبد الحق محدث دہلوی) پیدائش :جنوری 1555 ء —وفات 19 :جون 1642 ء (مغلیہ سلطنت میں ہندوستان کے جید عالم اور محدث تھے۔ ہندوستان میں علم حدیث کی ترویج واشاعت میں آپ کا کردار نا قابل فراموش ہے۔ شاہ عبد الحق محدث دہلوی اپنے عہد کے یکتائے روزگار عالم اور مصنف تھے۔ خصوصاً علم حدیث و سیر و مغازی میں آپ کے پائے کا عالم اُس وقت ہندوستان میں موجود نہیں تھا۔ آپ کی تصنیف و تالیف کا سلسلہ سفر حرمین کے بعد شروع ہوتا ہے۔ 990ھ سے 1047ھ تک کا زمانہ اُن کی زندگی کا اہم ترین دور ہے جس میں مسلسل 55 سال تک شغل تصنیف و تالیف میں مصروف رہے۔

16 مفردات القرآن مولانا حمید الدین فراہیؒ: قرآنی موضوعات پر مولانا فراہیؒ (۱۸۶۳۔ ۱۹۳۰ئ) کی تحقیقات ۱۹۰۶ء سے مختلف مطابع سے شائع ہونے لگی تھیں۔ علامہ شبلی نے ان کے متعدد رسائل کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا، انھیں مبارک باد دی، ان کے خلاصے کر کے الندوہ میں شائع کیے۔ دار المصنفین کی تاسیس اور 'مطبع معارف' کے قیام کے بعد ان کی متعدد کتابیں یہاں سے شائع ہوئیں اور اس کے سلسلۂ مطبوعات کا حصہ بنیں۔ بعد میں ۱۹۳۵ء میں مولانا کے علوم و افکار کی اشاعت کے لیے مدرسۃ الاصلاح سرائے میر میں الدائرۃ الحمیدیۃ قائم ہوا تو ان کی تمام تصانیف وہیں سے شائع ہونے لگیں۔ ذیل میں مطبع معارف سے شائع ہونے والی کتابوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

17 مولانا عبد الرحمن کیلانی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، وہ اہل حدیث مکتب فکر کے جید عالم دین تھے۔ علمی حلقوں میں ان کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے انکی دسیوں علمی، تحقیقی اور گرانقدر کتب ہی ان کا مکمل تعارف ہیں۔ مترادفات القرآن انہی کی قلمی اور فکری کاوش کا مرقع ہے اور کافی ضخیم ہے۔ موصوف نے مختلف لغات اور مختلف تفسیری مواد سے مدد لے کر مترادف الفاظ کے معانی متعین کیے ہیں اور جملہ کی ساخت کے اعتبار سے موقعہ بہ موقعہ ان کے استعمال سے جو معنوی فرق پیدا ہوا اس کو وضاحت سے بیان کیا ہے۔ اس حوالے سے انہوں نے پندرہ مصادرات وماخذات سے مدد لی ہے جو بذاتِ خود انتہائی محنت کی دلیل ہے۔ بعد میں اس کتاب کو مکتبۃ السلام لاہور نے اکتوبر ۱۹۹۹ء میں شائع کیا۔ قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۹۱ء میں منصہ شہود پر آئی، کیونکہ لاہور کے قدیم ہفت روزہ 'الاعتصام' میں اس پر تبصرہ جنوری ۱۹۹۲ء میں شائع ہوا۔ جبکہ خود مؤلف کا انتقال ۱۸ ار دسمبر ۱۹۹۸ء کو ہوا۔

18 مولانا عبد الرحمن کیلانی، مترادفات القرآن، (مکتبۃ السلام، وسن پورہ، لاہور ،2012ء)

19 https://www.kitabosunnat.com/kutub.../lughaat-ul-quraan-1 -۲۰۲۰-۱۱-۱۲

20 مولانا عبد الرشید نعماني، **لغات القرآن**، (مکتبہ حسن سہیل راحت مارکیٹ لاہور، 2012ء)

21 https://kitabosunnat.com/kutu.../lughaat-ul-quran-urdu-arbic ۲۰۲۰-۱۱-۱۲-

22 عبد الکریم پاریکھ، **لغات القرآن**، (مجلس نشریات اسلامی کراچی، 2015ء)

23 موصوف پاکستان سول سروس سے متعلق رہے اور بطور ایڈیشنل کمشنر ریٹائر ہوئے۔ سرکاری مصروفیات سے سبکدوش ہونے کے بعد اُنہوں نے یہ علمی کام سرانجام دیا۔ مندرجات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عربی زبان وادب میں خاصی دسترس کے حامل ہیں۔

24 https://sajidcamboh.wordpress.com/tag/لغات-القرآن/ ۲۰۲۰-۱۱-۱۲

25 **علي محمد-اردو، انوار البيان في حل لغات القرآن**، (سید احمد شہید اکیڈمی، لاہور **۲۰۱۴**)۔

26 **غلام احمد پرویز، لغات القرآن۔ قرآنی مطالب کا انسائیکلوپیڈیا** (ادارہ طلوع اسلام، ۲۵بی، گلبرگ، لاہور ۱۹۶۰ء)۔

27 الحج: ۴۱

28 الحج: ۴۰،۲۳

[29] https://www.punjnud.com/ViewPage.aspx?BookID=14736&BookPageID=332934&BookPageTitle=Pakistan%20Mein%20Taba%20Honay%20Wali%20Lughaat%20Qurani . 19-11-2020

30 مفتی محمد نعیم، **لغت القرآن Quranic Dictionary**، (مکتبہ النور کراچی، ۲۰۰۷ء)

31 محمد اصغر، مینیجر ماہنامہ 'محدث'، لاہور

32 لغات القرآن الکریم اردو کے مؤلّفین مشہور اور بڑے مستند عالم دین: محمد مصطفیٰ شریف اور مولانا عبدالعزیز عبدالرحیم شامل ہیں، اس کتاب کا مراجعہ: شفیق الرحمن ضیاء اللہ مدنی نے 9/6/2010 میں کیا۔

33 محمد مصطفیٰ شریف، عبدالعزیز عبدالرحیم، **لغات القرآن الکریم**، مراجعہ: شفیق الرحمن ضیاء اللہ مدنی

34 مولانا سید شہید الدین بنارسی، آسان لغات القرآن، (حدیث پبلکیشنز، شیش محل روڈ لاہور، جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ)۔

35 موصوف حضرت مفتی محمد نسیم صاحب قاسمی بارہ بنکوی زید مجدہ صلاح اور صلاحیت دونوں صفات سے متصف ہیں، مادر علمی میں تقریباً تیس سال سے مقبول استاذ کی حیثیت سے خدمت انجام دے رہے ہیں، قرآن و سنت فقہ اسلامی کے ساتھ عربی زبان وادب میں مہارت رکھتے ہیں؛ چنانچہ مادر علمی میں جہاں ادب عربی کے طلبہ آپ کی تربیت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں وہیں بیس سال سے زائد عرصہ سے ترجمہ قرآن پاک اور تفسیر جلالین کی تدریس بھی آپ سے متعلق ہے۔

36 مفتی محمد نسیم صاحب قاسمی بارہ بنکوی، **منتخب لغات القرآن مکمل**، (مکتبہ دعوۃ القرآن دیوبند، متصل شیخ الاسلام منزل دارالعلوم دیوبند۔ اور: احباب دار الہدی، ۲۰۰۹م)۔

37 ابو مسعود حسن علوی، **تدریس لغۃ القرآن**، (اسلامک ریسرچ اکیڈمی راولپنڈی، 2017ء)۔

38 ڈاکٹر محمد میاں صدیقی، **قرآن مجید کی عربی، اردو لغت**، (مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، 2013ء)

39 عبدالرشید گجراتی، **شرح الفاظ القرآن قرآن پاک کی تفسیری لغت**، (شمسی پبلشنگ ہاؤس کراچی، 2014ء)۔

40 عبداللہ عباس ندوی، **قاموس الفاظ القرآن الکریم**، مراجعہ: شفیق الرحمن ضیاء اللہ مدنی، (دارالاشاعت اردو بازار کراچی، 2014ء)

41 اس کی مثال ملاحظہ ہو۔ صاحبِ کتاب لفظ سَلَّطَ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الف: ا-سَلَّطَ باب تفعیل "فعل ماضی واحد مذکر غائب" اس نے مسلط کر دیا۔

۲-سَلَّطَ باب تفعیل تَسْلِيطًا مسلط کرنا۔

۳-سَلِطَ يَسْلَطُ سَلَاطَةً سے مضبوط ہونا، سخت ہونا، تیز ہونا۔ "وَلَوْشَاءَاللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ" النسائ: ۹۰ ترجمہ" اور اگر خدا چاہتا تو ان کو تم پر غالب کر دیتا۔"

۴-يُسَلِّطُ باب تفعیل "فعل مضارع واحد مذکر غائب" وہ مسلط کرتا ہے

۔الب: ا- سُلطَانٌ "اسم" اختیار، اقتدار، حکومت، بس، قابو۔ "إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلطَانٌ" الحجر: ۴۲ "جو میرے مخلص بندے ہیں ان پر تجھے کچھ قدرت نہیں ہے۔"

۲-صریح دلیل، برہان "اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ" الصافات: ۱۵۶ 'یا تمہارے پاس کوئی صریح دلیل ہے۔" سُلطَانِيَه سُلطَان+ِيْ+هْ 'میرا اقتدار حکومت صرف وزن کے لیے ہے۔" هَلَكَ عَنِّي سُلْطٰنِيَه الحاقہ: ۲۹ 'میری سلطنت خاک میں مل گئی۔"

42 ان مشاہیر میں ڈاکٹر ذاکر حسین سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، شاہ معین الدین احمد ندوی، مولانا محمد عثمان فارقلیط، مولانا محمد وارث کامل مدیر 'مدینہ' بجنور، مولانا محمد عامر عثمانی مدیر 'تجلی' دیوبند، مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی، مولانا ابوالحسن علی ندوی اور قاری محمد طیب رحمہم اللہ علیہم جیسے اکابر شامل ہیں۔

43 زین العابدین سجّاد میرٹھی، قاموس القرآن، (دارالاشاعت،1994، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، 2014ء)

44 حافظ عبدالرحمٰن مدنی، رسالہ: **ماہنامہ محدث**، (اکتوبر ۲۰۱۰)

45 **سید فضل الرحمٰن، معجم القرآن اردو**، (زوار اکیڈمی پبلیکیشنز، کراچی کتب خانہ سیرت بک مال، اردو بازار کراچی)۔

46 مولانا محمد حنیف ندویؒ، **لسان القرآن۔ قرآن حکیم کی توضیحی لغت**، (علم و عرفان پبلشرز لاہور)۔

47 سورۃ: ص/ ۳۴

48 المرجع السابق۔